بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡكُمۡ جَمِیۡعًا

فرمادو: اے پوری دنیا کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(الاعراف: ۱۵۸)

تجھ سا کوئی نہیں

(صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ)

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا

0301-6002250 -- 0303-4367413

فہرستِ مضامین

1

باب اول:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہتمام ۳

(۱)۔محمد جیسا نام کسی کا نہیں (۲)۔اسلام جیسا نام کسی مذہب کا نہیں
(۳)۔قرآن جیسا نام کسی کتاب کا نہیں (۴)۔مکہ پوری دنیا کے
وسط میں ہے (۵)۔دنیا کی جامع ترین زبان، عربی

باب دوم:

کمالات اور معجزات ۲۱

(۱)۔انسانی زندگی کا مقصد (۲)۔وسیع ترین تعلیمات (۳)۔پیغمبرانہ باتیں
(۴)۔معجزات (۵)۔یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں (۶)۔وہ باتیں جو نبی کے
سواء کوئی نہیں بتا سکتا (۷)۔غیب کی خبریں (۸)۔پیش گوئیاں

باب سوم:

بلند ترین سیرت و کردار ۳۳

(۱)۔ہر وقت اللہ کی یاد میں (۲)۔بادشاہی میں فقیری
(۳)۔انسانیت کی خدمت کا درس (۴)۔دلوں پر بادشاہی

باب چہارم:

کامیابیاں ۳۹

(۱)۔سب سے پہلے کون ایمان لایا (۲)۔بادشاہوں کا اعتراف
(۳)۔کامیاب ترین ہستی (۴)۔خطبہ حجۃ الوداع
(۵)۔ذکر ان کا بلند رہتا ہے (۶)۔آپ ﷺ کے خلفاء کی شان

باب پنجم:

پیغمبرِ اسلام ﷺ کی شان غیر مسلم مفکرین کی زبانی ۴۹

(۱)۔فرانسیسی مفکرین کے بیانات (۲)۔امریکی مفکرین کے بیانات
(۳)۔برطانوی مفکرین کے بیانات (۴)۔ختم نبوت اور آپ ﷺ کا پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1 اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

باب اول:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہتمام

(ا)۔محمد جیسا نام کسی کا نہیں

(ا)۔ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی ''محمد'' ہے۔محمد کا معنی ہے ''بہت زیادہ تعریف کیا گیا''

لغت کی کتاب مفرداتِ راغب میں لکھا ہے: مُحَمَّدٌ اِذَا کَثُرَتۡ خِصَالُہُ الۡمَحۡمُوۡدَۃُ یعنی محمد وہ ہے جسکی اچھی خصلتیں بے شمار ہوں (مفرداتِ راغب صفحہ ۱۳۰)۔

عیسائی لغت نویس ''لوئس معلوف'' اپنی کتاب المنجد میں لکھتا ہے اَلۡمُحَمَّدُ بہت عمدہ خصلتوں والا (المنجد صفحہ ۲۳۷)۔

دنیا کے تمام پیغمبروں کے نام خوبصورت ہیں ماشاء اللہ۔ہم ہر ایک کے نام کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔مگر ''محمد'' ﷺ کے نام جیسا حسن ،معنویت اور عظمت کسی دوسرے نام میں موجود نہیں۔

(ب)۔ہمارے نبی کریم ﷺ کا نام قرآن میں چار مقامات پر استعمال ہوا ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ یعنی محمد ایک رسول ہیں (آل عمران:۱۴۴)۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں (الاحزاب:۴۰)۔

نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی قرآن محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا (محمد:۲)۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں (الفتح:۲۹)۔

ایک مقام پر آپ ﷺ کا نام احمد استعمال ہوا۔یہ نام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے لیا تھا۔

فرمایا: وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصّف:٦)۔

ترجمہ: میں تمہیں اس رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اسکا نام احمد ہوگا۔ 1

ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يُمْحىٰ بِيَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلىٰ عَقِبِي وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَيْسَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ (بخاری ۳۵۳۲:، مسلم:۶۱۰۵)۔

ترجمہ: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں مٹانے والا ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں اٹھانے والا ہوں، لوگ میرے پیچھے پیچھے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک بھی نہ ہو۔

اور فرمایا: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَ اَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّيْ، وَالْحَاشِرُ، وَ نَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ (مسلم:۶۱۰۱، مشکوٰۃ:۵۷۷۷)۔

ترجمہ: میں محمد ہوں، اور احمد ہوں، اور آخری ہوں، اور حاشر ہوں، اور نبی التوبہ ہوں اور نبی الرحمۃ ہوں۔

مزید فرمایا: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آدَمَ خَيَّرَ لِآدَمَ بَنِيْهِ، فَجَعَلَ يَرىٰ فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلىٰ بَعْضٍ، قَالَ: فَرَآنِيْ نُوْراً سَاطِعاً فِيْ اَسْفَلِهِمْ فَقَالَ يَا رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا ابْنُكَ اَحْمَدُ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَهُوَ اَوَّلُ شَافِعٍ (دلائل النبوۃ للبیہقی ۵/ ۴۸۳، الخصائص الکبریٰ ۱/ ۶۷)۔

ترجمہ: جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم کے سامنے ان کی اولاد کے مراتب ظاہر فرمائے، تو وہ بعض کے بعض پر فضائل دیکھنے لگے، فرمایا: انہوں نے مجھے ان کے نیچے چھائے ہوئے نور کی حالت میں دیکھا، تو عرض کیا اے میرے رب، یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے، یہی اول ہے یہی آخر ہے، یہی پہلا شفیع ہے۔

(ج)۔ آپ ﷺ کے اسمِ گرامی ''محمد'' کا معنی اتنا خوبصورت ہے کہ اب اس نام سے

پکارنے کے بعد آپ ﷺ کی برائی بیان کرنا ممکن نہیں "محمد" کے ساتھ برائی جمع ہو ہی نہیں سکتی۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جب مخالفین نے آپ ﷺ کو محمد کی بجائے مذمم کہا تو[1] جواباً آپ ﷺ نے اسی انداز میں جواب دینے کی بجائے ایک عظیم اخلاقی اور پیغمبرانہ جملہ ارشاد فرمایا:

أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ (بخاری حدیث: ۳۵۳۳)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کیسے بہترین طریقے سے قریشیوں کی گالیوں کا میری طرف سے جواب دیتا ہے، یہ لوگ کسی مذمم کو گالیاں دیتے ہیں حالانکہ میں تو محمد ہوں۔

(د)۔موجودہ انجیل میں اس کی تائیداور تصدیق موجود ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا وکیل بخشے گا کہ ابدال آباد تک تمہارے ساتھ رہے گا (یوحنا ۱۴: ۱۳)۔

اس آیت میں وکیل سے مراد ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔ ۱۸۹۰ء کے ترجمے اور دوسرے قدیم ترجموں میں وکیل کی جگہ فارقلیط کا لفظ موجود ہے۔آ ج کل کے ترجموں میں وکیل، شفیع اور مددگار کے الفاظ موجود ہیں۔یونانی زبان میں ایک لفظ فرقلیطس بھی موجود ہے۔اس کا معنی ہے تعریف کیا گیا اور یہ صاف لفظِ محمد کا ترجمہ ہے۔

مذکورہ بالا بشارت میں "ابدالآباد تک ساتھ رہے گا" کے الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی صراحت موجود ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی نام "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم برنباس میں بھی موجود ہے۔فرمایا: Muhammad is His blessed name محمد اس کا عطائی نام ہے (برنباس باب ۹۷)۔

آپ ﷺ سے پہلے یہ نام دنیا بھر میں کسی کا نہ تھا چنانچہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اس نام کی کسی اہم اور مشہور شخصیت سے تاریخ کے صفحات خالی ہیں۔

(ہ)۔سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔قرآن شریف میں فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اسی لیے اللہ کریم کا ایک نام محمود بھی ہے یعنی حمد کیا گیا۔ اسی لحاظ سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام حامد بھی ہے یعنی اللہ کی حمد کرنے والا اور اسی لحاظ سے نبی کریم ﷺ کا ایک نام ''احمد'' بھی ہے یعنی بہت زیادہ حمد کرنے والا۔

دوسری طرف ہمارے نبی کریم ﷺ کا ذاتی نام محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی بہت زیادہ تعریف کیا گیا۔ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کریم جل شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر خوبی سے نوازا ہے۔ علم ...... عمل ...... اخلاق ...... حسن ...... خاندان ...... ملک ...... تعلیمات ...... اولاد ...... ازواج ...... اصحاب ...... امت ...... کامیابیاں ...... معجزات ...... قرآن ...... ہر لحاظ سے دنیا میں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہا کیا کیا کہوں تجھے

ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتا ہے۔ اس لیے محمد کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اسی لیے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مرتبہِ الوہیت کے علاوہ ہر وصفِ کمال کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر دینا درست اور جائز ہے۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں لکھتے ہیں۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ ۔۔۔ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحاً وَّاحْتَكِمِ
وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللهِ لَيْسَ لَهٗ ۔۔۔ حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

ترجمہ: جو بات عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہی اسے چھوڑ کر باقی ہر طرح اپنے حبیب ﷺ کی مدح کر۔ آپکی ذات کی طرف ہر شرف اور ہر عظمت کو بے دریغ منسوب کر دے۔ آپ ﷺ کی فضیلت اور شان کی کوئی حد ہی نہیں پھر آپکی تعریف کا حق کوئی کس طرح ادا کرسکتا ہے۔

قرآن مجید سے اسکی مزید تائید اس طرح ہوتی ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اے

محبوب ہم نے آپ کو ہر کمال عطا کر دیا ہے اور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اے محبوب ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ 1

دنیا کے مشرق سے شروع کریں اور مغرب کی طرف چلتے جائیں تو سورج کے ساتھ ساتھ ہر لمحہ اور ہر گھڑی اذانوں میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں چوبیس گھنٹے میں کوئی سیکنڈ ایسا نہیں جس میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اعلان لاؤڈ سپیکر پر نہ ہو رہا ہو۔ یہ ہے وہ راز کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کا نام ''محمد'' رکھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آج دنیا میں ''محمد'' نام پر سب سے زیادہ لوگوں کے نام رکھے جا رہے ہیں۔ یہ ایک عظیم ریکارڈ ہے۔

نبی کریم ﷺ کے معروف صحابی سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ شَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَ هٰذَا مُحَمَّدٌ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اپنے نام میں سے بنایا۔ پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ مسلمان یہی شعر لکھ کر حاملہ عورت کی کمر سے باندھتے ہیں جس کی برکت سے ولادت آسانی سے ہو جاتی ہے۔

(و)۔ لفظ ''محمد'' اپنے حروف کے لحاظ سے مختلف وجوہ سے لفظ ''اللہ'' کے مشابہ ہے۔ محمد میں چار حروف ہیں تو اللہ میں بھی چار ہی حروف ہیں۔ محمد میں ایک تشدید ہے تو اللہ میں بھی ایک ہی تشدید ہے۔ محمد کا تیسرا حرف مشدد ہے تو اللہ کا بھی تیسرا ہی حرف مشدد ہے۔ محمد پر کوئی نقطہ نہیں تو اللہ پر بھی کوئی نقطہ نہیں۔ محمد کے کسی حرف پر جر (زیر) نہیں تو اللہ کے کسی حرف پر بھی زیر نہیں۔ دراصل زیر میں اتار اور جھکاؤ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے حبیب کے نام میں رفعت ہی رفعت رکھی ہے۔ جھکاؤ نہیں آنے دیا۔

لفظ اللہ کے تمام حروف بامعنی ہیں۔ الف ہٹا دو تو للہ رہ جائے گا۔ اس کے معنی ہیں ''اللہ کے لیے''۔ پہلا لام ہٹا دو تو ''لہ'' رہ جائے گا۔ اس کے معنی ہیں ''اسی کے لیے''۔ دوسرا لام

بھی ہٹادوتو ''ہو'' رہ جائے گا۔اس کے معنی ہیں ''وہی ذات''۔

1 اسی طرح محمد کے بھی تمام حروف بامعنی ہیں۔ پہلا میم ہٹا دو تو باقی ''حمد'' رہ جائے گا۔اسکے معنی ہیں تعریف۔ ح بھی ہٹا دو تو ''مد'' رہ جائے گا۔اسکے معنی ہیں ''لمبا کرنا اور دوام بخشنا''۔دوسرا میم بھی ہٹادو تو ''دال'' رہ جائے گا۔اسکے معنی ہیں ''دلیل بننااور ثبوت دینا''۔

گو یا اسمِ محمد اپنے لفظی حسن کے اعتبار سے اسم اللہ کا عکسِ کمال ہے۔ باقی باتوں کو بالائے طاق رکھ کر اگر صرف اسمِ محمد کو ہی لے لیا جائے تو یہ اسلام کی صداقت وحقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور دنیا کا کوئی مذہب اس نام کا ہی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

(۲)۔اسلام جیسا نام کسی مذہب کا نہیں

(ا)۔اسلام ایک وسیع دین ہے اور پوری دنیا کے دیگر ادیان و مذاہب پر علمی اور عملی میدان میں غالب ہے۔دنیا کے دیگر ادیان کسی شخصیت کی طرف منسوب ہیں جیسے عیسائیت، بدھ مت اور کانفوشس ازم وغیرہ۔ یا پھر کسی ملک یا علاقے کی طرف منسوب ہیں جیسے ہندومت۔ یا پھر کسی قوم اور نسل تک محدود ہیں جیسے یہودیت۔

ان سب کے برعکس اسلام کسی شخصیت، ملک یا قوم تک محدود نہیں۔اسلام کا لفظی معنی ہے قبول کرنا اور مان لینا۔اسلام کے نام سے ہی اسکی وسعت، ہمہ گیری اور خاتمیت ظاہر ہورہی ہے۔اسلام کا لفظ سَلْمٌ سے بنا ہے،اس کا معنی ہے سلامتی۔یعنی قوم ملک اور زمانے کی پابندی ختم کرتے ہوئے جو بھی شخص اسلام میں داخل ہوگیا وہ سلامتی میں آ گیا۔اسلام عالم گیر دین ہے اور پوری انسانیت کا مذہب ہے۔اسی لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا یعنی اے نبی کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (الاعراف:۱۵۸)۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً یعنی مجھ سے پہلے نبی کو اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں (بخاری:۳۳۵،۴۳۸،۳۱۲۲،مسلم:۱۱۶۳،نسائی:۴۳۰،۷۳۵)۔

اور فرمایا: بُعِثْتُ اِلٰی کُلِّ اَحْمَرَ وَ اَسْوَدَ یعنی میں ہر سرخ اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں (مسلم: ۱۱۶۳)۔ 1

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم بادشاہوں کو خطوط لکھے تو تحریر فرمایا:

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدَاعِیَةِ الْاِسْلَامِ ، اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ یُؤْتِكَ اللہُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ ، وَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْكَ اِثْمُ الْاَرِیْسِیِّیْنَ یعنی سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کو قبول کیا۔ اسکے بعد، میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے۔ اسلام لے آؤ گے تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ اگر منہ پھیرو گے تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہارے ذمے ہوگا (بخاری: ۲۹۴۱، مسلم: ۴۶۰۷)۔

(ب)۔ مسلمان جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو السلام علیکم کہتے ہیں یعنی آپ پر سلامتی ہو، اس کا جواب ہے وعلیکم السلام یعنی آپ پر بھی سلامتی ہو۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا ، اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ (مسلم: ۱۹۴، ابوداؤد: ۵۱۹۳، ابن ماجہ: ۶۸)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ أَیُّ الْإِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ (بخاری حدیث: ۱۲، مسلم حدیث: ۱۶۰، ابن ماجۃ حدیث: ۳۲۵۳)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام کی کون سی خصلت سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: تم کھانا

کھلاؤاور سلام کرو، انہیں جن کو تم پہچانتے ہو اور انہیں بھی جن کو تم نہیں پہچانتے۔

1 حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ شریف پہنچے تو میں نے پہلی مرتبہ زیارت کی تو:

عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ یعنی میں نے پہچان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی بات جو فرمائی وہ یہ تھی کہ: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، راتوں کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے (ترمذی: ۲۴۸۵، ابن ماجۃ: ۱۳۳۴)۔

سلام میں پہل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

الْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيءٌ مِنَ الْكِبْرِ یعنی سلام میں پہل کرنیوالا تکبر سے بری ہے (شعب الایمان للبیہقی: ۸۷۸۶)۔

جب تک کسی انسان کے کفر کی کوئی دوسری واضح دلیل دستیاب نہ ہو، اس کا السلام علیکم کہنا ہی اس کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ کریم قرآن شریف میں فرماتا ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا یعنی جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اسے مت کہو کہ تم کافر ہو (النساء: ۹۴)۔

اس آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنے کی دینِ اسلام اور ہمارے ایمان کے ساتھ گہری مناسبت ہے۔ السلام علیکم کہہ کر ہر مسلمان دوسرے بھائی کے لیے سلامتی کی دعا کرتا ہے۔ اور جو دوسروں کے لیے سلامتی کی دعا کرتا ہو، وہ دوسروں کو خود اپنے ہی ہاتھ سے نقصان کیسے پہنچا سکتا ہے؟ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ یعنی مسلمان وہ ہے جس نے مسلمانوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رکھا (بخاری حدیث: ۱۱، مسلم: ۱۶۲)۔

(ج)۔ اسلام کو دیگر ادیان و مذاہب پر بے شمار امتیازات حاصل ہیں۔ ان میں سے ایک

اہم امتیاز یہ بھی ہے کہ اسلام دنیا میں تشریف لانے والے تمام رسولوں کا احترام سکھاتا ہے۔ اسلام کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی بالکل اسی طرح کفر ہے جیسے ہمارے نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کفر ہے۔

یورپ، ڈنمارک وغیرہ اور فرانس میں ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان میں جو گستاخیاں شائع کی گئی ہیں آپ نے ہرگز نہ دیکھا ہوگا کہ مسلمانوں نے کبھی انکے جواب میں اسی طرح کی گستاخی ان لوگوں کے پیغمبروں کے حق میں کی ہو۔ ہم ایسی حرکت سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اسلام کی یہ مہذب تعلیم اسلام کی علمی جیت ہے اور مغرب کی علمی و عملی شکست ہے۔

بے ادبی تو دور کی بات ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں تمام نبیوں اور رسولوں پر درود اور رحمت کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَلُّوا عَلٰى أَنْبِيَآءِ اللهِ وَ رُسُلِهٖ فَإِنَّ اللهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِي صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ (الجامع الصغیر حدیث: ۵۰۳۴، مسند فردوس: ۳۷۱۰، جلاء الافہام صفحہ ۱۹)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور اس کے تمام رسولوں پر صلوٰۃ بھیجا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی بھیجا ہے جیسا کہ مجھے بھیجا ہے صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ۔

یہی وجہ ہے کہ ہم ان پیغمبروں کے نام بھی روکھے انداز سے نہیں لیتے۔ ہم تو یوں عرض کرتے ہیں: سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا داؤد علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔

نیز ہمارے نبی اکرم ﷺ نے ہماری اخلاقی تربیت کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهٗ یعنی سب سے بڑے گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے، پوچھا گیا یا رسول اللہ کوئی آدمی اپنے ہی والدین کو گالی کیسے دے سکتا ہے؟ فرمایا: یہ اسکے باپ کو گالی دے اور وہ

جواباً اسکے باپ اور ماں کو گالی دے (بخاری: ۵۹۷۳، مسلم: ۲۶۳)۔

1 (د)۔اسلام کا نام خود اسلام کی آسمانی کتاب ''قرآن'' میں تجویز کیا گیا ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: اَلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الۡإِسۡلَامَ دِينًا (المائدہ:۳)۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا ہے۔

قرآن شریف میں حتمی فیصلہ سنا دیا گیا ہے کہ :إِنَّ الدِّينَ عِنۡدَ اللهِ الۡإِسۡلَامُ یعنی اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے (آل عمران:۱۹)۔

اب ہمارے نبی کریم ﷺ کے ذریعے سے ہی اللہ تعالیٰ جل شانہ تک پہنچا جا سکتا ہے، باقی تمام راستے بند ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنۡ يَبۡتَغِ غَيۡرَ الۡإِسۡلَامِ دِينًا فَلَنۡ يُقۡبَلَ مِنۡهُ یعنی جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو تلاش کرے گا تو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا (آل عمران:۸۵)۔

(۳)۔قرآن جیسا نام کسی کتاب کا نہیں

(ا)۔مسلمانوں کی آسمانی کتاب کا نام ''قرآن'' ہے۔قرآن کا لفظی معنی ہے بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن واقعی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔قرآن کے حافظ، قاری اور مترجم شمار میں نہیں آ سکتے۔ہر سال رمضان کے مہینے میں نمازِ تراویح کے دوران اسے کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے اور بے شمار لوگ اسے کھڑے ہو کر سنتے ہیں۔مسلمانوں کے ہر گھر میں اس کی تلاوت صبح وشام ہوتی ہے۔پانچ وقتی نمازوں میں اسے پڑھا جاتا ہے۔مساجد میں قرآنی نسخوں سے الماریاں بھری پڑی ہیں۔ مساجد اور مدارس میں اس کے پڑھنے والوں کی گونج آتی ہے۔ہر زبان میں اس کے ترجمے موجود ہیں۔اس کی تفاسیر کی صحیح تعداد معلوم کرنا بھی بہت مشکل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا :لَا يَشۡبَعُ مِنۡهُ الۡعُلَمَاءُ وَلَا يُخۡلَقُ عَنۡ كَثۡرَةِ الرَّدِّ وَلَا

يَنْقَضِيْ عَجَائِبُہٗ یعنی قرآن سے علماء کبھی سیر نہیں ہوں گے اور نہ ہی بار بار پڑھنے سے کسی کا دل بھرے گا اور اسکے عجائب قیامت تک سامنے آتے رہیں گے (ترمذی :۲۹۰۶)۔

ایسی عظیم کتاب کا نام قرآن ہی ہونا چاہیے تھا۔قرآن کے علاوہ دوسری کتابوں کے پڑھے جانے کا یہ حال نہیں بلکہ دوسری کتابیں اپنی اصل زبان میں دستیاب ہی نہیں حتی کہ انکی اصل زبان عبرانی سریانی وغیرہ دنیا سے ہی مٹ چکی ہیں۔جبکہ قرآن اپنی اصل زبان میں موجود ہے۔اسکے ترجمے کے ساتھ اصل زبان کے الفاظ موجود ہوتے ہیں۔عربی زبان آج بھی مکمل طور پر عرب ملکوں میں بولی جا رہی ہے۔اسکی گرامر پوری دنیا کی مضبوط ترین گرامر ہے اور غیر عربی ممالک میں بھی اسے نہایت محبت اور عقیدت سے پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔عربی گرامر (صرف ونحو) اور بلاغت پر جتنی محنت مسلمانوں نے کی ہے ایسی محنت کسی دوسری زبان پر نہیں کی گئی۔آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد انگریزی گرامر کو عربی گرامر کے انداز پر ڈھالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔معلوم ہوا کہ قرآن ایسی کتاب ہے جس کے نام میں ہی اس کی عظمت، اسلام کی شان اور صداقت پوشیدہ ہے۔

(ب)۔قرآن کا ایک معنی ہے "جمع کرنا" یعنی قرآن میں تمام علوم جمع کر دیے گئے ہیں۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یعنی ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا کھلا بیان ہے (النحل:۸۹)۔

قرآن محض سیرت کی کتاب نہیں بلکہ انسانی زندگی کا مکمل ضابطہ ہے جس میں عقائد کی تفصیل موجود ہے مثلاً وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ یعنی نیکی یہ ہے کہ جو شخص ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر (البقرہ:۱۷۷)۔عبادت یعنی نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج کے احکام موجود ہیں مثلاً وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ یعنی نماز قائم کرو (البقرۃ:۴۳)۔اخلاقیات کی باریکیوں پر بحث موجود ہے مثلاً خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ یعنی معاف کرنا اپنی عادت بناؤ، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں کے ساتھ مت الجھو (اعراف:۱۹۹)۔معاشیات پر مکمل تعلیم

موجود ہے مثلاً زکوٰۃ، صدقات، ماعون اور سود کی حرمت وغیرہ۔ سیاسی ضابطہ اور ملکی قانون تفصیل سے بتا دیا گیا ہے مثلاً: وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ یعنی جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو (النساء: ۵۸)۔ حدود (شرعی سزاؤں) کا مفصل بیان موجود ہے مثلاً وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً یعنی جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر وہ چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے مارو (النور: ۴)۔

اس کے علاوہ ماضی کے بے شمار حالات و واقعات مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کا حیران کن قصہ جس کے بارے میں فرمایا: ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اور آپ ان لوگوں کے پاس نہیں تھے جب انہوں نے اپنے کام کا ارادہ کیا اور وہ فریب کر رہے تھے (یوسف: ۱۰۲)، حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے واقعہ کے متعلق فرمایا: ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ یعنی یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں، اور آپ ان لوگوں کے پاس نہیں تھے جب وہ قرعہ اندازی کر رہے تھے کہ مریم کی پرورش ان میں سے کون کرے گا (آل عمران: ۴۴)۔

ماضی کے علاوہ مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں بھی موجود ہیں مثلاً قرآن مجید میں غلبہ روم کی پیش گوئی موجود ہے۔ جب ایران والوں نے رومیوں کو شکست دی تو مسلمانوں کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں۔ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی فتح حاصل کریں۔ اللہ کریم نے ان کی خواہش کا بھرم رکھتے ہوئے فرمایا کہ: غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ یعنی اہلِ روم (فارس سے) مغلوب ہو گئے قریب کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے چند سالوں میں (الروم: ۲ تا ۴)۔ یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور رومی چند سالوں میں ہی ایران پر غالب آ گئے۔

قرآن کی ایک ایک آیت میں شفا ہے۔مثلاً آسیب کا علاج آیت الکرسی ہے، جادو کا علاج معوذتین ہیں، فالج کا علاج سورۃ الزلزال ہے، بے اولادی کا علاج سورۃ الکوثر ہے، نظر بد کا علاج سورۃ القلم کی آخری دو آیتیں ہیں، تنگدستی کا علاج سورۃ الواقعہ ہے، ہر مرض کا علاج سورۃ الفاتحہ ہے۔

(ج)۔قرآن کا ایک معنی ہے: جُڑا ہوا ہونا۔قرآن وحی کے نزول، دعوتِ توحید، احکامِ خداوندی، سیدنا جبریل علیہ السلام کے ذریعے وحی کے نزول اور تمام سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے کے لحاظ سے اپنے سے پہلی آسمانی کتابوں کے ساتھ مکمل طور پر مربوط اور جڑا ہوا ہے۔دوسری طرف قرآن کے بعد کسی آسمانی کتاب کا نازل ہونا بند ہو چکا ہے لہٰذا قرآن ختمِ نبوت کے اعتبار سے قیامت کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ یعنی متقی لوگ وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ لوگ قیامت پر یقین رکھتے ہیں (البقرہ: ۴)۔ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ یعنی میں اور قیامت ان دو (انگلیوں) کی طرح (جڑے ہوئے) ہیں (بخاری حدیث: ۶۵۰۴، مسلم حدیث: ۷۴۰۴)۔

(د)۔قرآن کی ایک ایک سورۃ اور ایک ایک آیت میں فصاحت کے دریا لہرا رہے ہیں۔ایک مرتبہ کسی صحابی نے کعبہ کی دیوار پر سورۃ الکوثر لکھ دی:

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

قریشیوں کے ایک معروف شاعر نے اسے پڑھا تو اس نے نیچے لکھ دیا:

وَاللهِ مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ

یعنی اللہ کی قسم یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔قرآن کے تلفظ اور ادائیگی

(Pronounciation) کو درست رکھنے کے لیے گرامر سے بالکل جدا لاتعداد کتابیں موجود ہیں۔قرآن کی تجوید ایک مکمل فن کی حیثیت سے وضع کر دی گئی ہے۔اس کے ترنم کی ایک جداگانہ شان ہے۔مسلمانوں کو حکم ہے کہ: وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیلًا یعنی قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں (المزمل:۴)۔یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جسے پڑھتے وقت چھوٹے چھوٹے بچے بھی جھوم رہے ہوتے ہیں۔یہ جھومنا خدائی لذت اور کیف کی ترجمانی کرتا ہے۔

(ہ)۔دنیا کی کوئی دوسری آسمانی کتاب اپنا نام خود نہیں بتاتی، جب کہ قرآن بار بار اپنا نام خود بتاتا ہے اور اپنے مکمل کوائف اس طرح بیان فرماتا ہے:

اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ یعنی ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا (گویا اس کتاب کا نام قرآن ہے) (طٰہٰ:۲)۔

نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی یہ حضرت سیدنا محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے (محمد:۲)۔

اِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ یعنی اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے قلبِ انور پر نازل کیا (البقرہ:۹۷)۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِیًّا یعنی ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے (یوسف:۲)۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ یعنی یہ کتاب رمضان کے مہینہ میں نازل ہوئی ہے (البقرۃ:۱۸۵)۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ یعنی ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل کیا (القدر:۱)۔

قرآن ہی وہ معجزہ ہے جو دائمی اور استمراری ہے۔قرآن کا چیلنج آج بھی اسی طرح موجود ہے کہ: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا یعنی فرما دیں کہ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن کی مثال بنا کر لانا چاہیں تو اس کی مثال نہیں بنا سکتے خواہ ایک دوسری کے مددگار بن جائیں (بنی اسرائیل:۸۸)۔

(و)۔یہ ہیں وہ ٹھوس حقائق اور قرآن کے امتیازات و خصائص جن کی بنا پر قرآن

واقعی پوری دنیا کی راہنما کتاب کہلانے کا مستحق ہے۔اسی لیے قرآن خود اعلان فرماتا ہے کہ:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا یعنی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فیصلہ کن کتاب نازل فرمائی تاکہ یہ کتاب سارے جہانوں کو نافرمانیوں کے برے انجام سے ڈرائے (الفرقان:۱)۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں جس کے معجزوں کے مطابق لوگ اس پر ایمان نہ لائے ہوں، جو بڑا معجزہ مجھے عطا ہوا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی، پس میں امید رکھتا ہوں کہ تمام نبیوں سے زیادہ پیروکار میرے ہوں (بخاری حدیث:۴۹۸۱، مسلم حدیث:۳۸۵)۔

(۴)۔مکہ پوری دنیا کے وسط میں ہے

(ا)۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مکہ شریف میں ہوئی۔ دنیا کے اکثر شہروں کے نام بے معنی اور غیر واضح ہوتے ہیں۔ مثلاً لاہور، پشاور، ملتان، کوئٹہ، راولپنڈی کے ناموں کے معانی کسی کو معلوم نہیں۔لیکن مکہ باقاعدہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

مکہ کا لفظی معنی ہے ''ہڈی کے اندر والا مغز'' اس کو پنجابی زبان میں مِکھ کہتے ہیں اور عربی زبان میں مُخّ بھی کہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔

مکہ کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ جس طرح مغز ہڈی کے درمیان ہوتا ہے اسی طرح مکہ بھی پوری دنیا کے درمیان میں ہے۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قَالَ الْخَلِيلُ: سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِأَنَّهَا وَسَطُ الْأَرْضِ كَالْمُخِّ الَّذِي هُوَ أَصْلُ مَا فِي الْعَظْمِ (مفردات راغب صفحہ ۴۹۱)۔

ترجمہ: مکہ کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ مکہ زمین کا وسط ہے جیسا کہ ہڈی کے اندر کا سارا نچوڑ

مغز میں ہوا کرتا ہے۔

1 اس کی مزید تائید قرآن سے اس طرح ہوتی ہے کہ قرآج مجید میں مکہ شریف کا ایک نام اُمُّ الْقُریٰ بھی ہے(الانعام:۹۲)۔اُمُّ الْقُریٰ کا معنی ہے شہروں کی ماں۔لغت کے امام، امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قِيْلَ لِمَكَّةَ اُمُّ الْقُرىٰ ، وَ ذٰلِكَ لِمَا رُوِىَ اَنَّ الدُّنْيَا دُحِيَتْ مِنْ تَحْتِهَا (مفردات الفاظ القرآن صفحہ ۱۸)۔

ترجمہ: مکہ کو ام القریٰ کہا گیا ہے،اسکی وجہ یہ ہے کہ زمین اس کے نیچے بچھائی گئی ہے۔

معروف عیسائی لغت نویس لوئس معلوف ام القریٰ کا معنی کرتے ہوئے لکھتا ہے: اُمُّ الْقُریٰ: مکہ معظّمہ (المنجد اردو صفحہ ۶۲)۔

گویا جس طرح ماں اپنے بچوں کی نگرانی اور پرورش کرتی ہے اسی طرح تمام شہروں کا مرکز اور ملجا مکہ شریف ہے۔

(ب)۔یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو مکہ شریف میں مسجدِ حرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ملا ہے۔ پہلے پہل مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس ہوا کرتا تھا، پھر جب مسجدِ حرام کو قبلہ قرار دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً یعنی اس طریقے سے مسجدِ حرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے ہم نے تمہیں وسطی امت بنا دیا ہے(البقرۃ:۱۴۳)۔

چونکہ مسجدِ حرام دنیا کے وسط میں ہے لہٰذا اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والی امت بھی وسطی امت قرار پائی۔

واقعی مسلمان وسطی عقیدے کے حامل بھی ہیں۔ہم یہودیوں کی طرح انتہا پسند نہیں جنہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ پر الزام لگا دیا تھا اور ہم عیسائیوں کی طرح دوسری انتہا پر بھی نہیں جنہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا بنا دیا۔ بلکہ ہم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا احترام کرتے ہیں اور قرآن مجید میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا

کی شان میں اور انکی عزت و ناموس کا تحفظ کرنے کے لیے پوری سورۃ مریم موجود ہے۔ مگر ہم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بھی نہیں کہتے بلکہ خدا کا پیارا بندہ اور اس کا سچا رسول سمجھتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انجیل خود نازل فرمائی تھی۔ یہ ہے وسطی امت کا وسطی اور معتدل عقیدہ۔ امتِ مسلمہ کو اعتدال اور انصاف پسندی کے لحاظ سے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بسر و چشم تسلیم کرنے کے اعتبار سے بھی وسطی امت کہا گیا ہے۔

صراطِ مستقیم یعنی سیدھا راستہ واقعی اعتدال پر ہوتا ہے اور تمام ٹیڑھے راستوں کے درمیان میں ہوتا ہے۔ اسی لیے ہمیں یہ دعا مانگنے کا حکم ملا ہے کہ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یعنی اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر چلا (الفاتحہ: ۷)۔

خود ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بھی اللہ کریم نے فرمایا ہے: يٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (یٰس: ۱ تا ۴)۔

ترجمہ: یٰسٓ قرآنِ حکیم کی قسم، اے محبوب بے شک آپ رسولوں میں سے ہو، سیدھے راستے پر ہو۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ پوری دنیا کے نبی ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری دنیا کے مرکز میں کھڑا کیا تا کہ آپکی عالمی رسالت کا پیغام دنیا کے چاروں طرف ایک ہی رفتار کے ساتھ اور آپکی آواز ایک ہی بلندی کے ساتھ پھیل سکے۔

(ج)۔ بائیبل میں جہاں مکہ کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں بائیبل کا ترجمہ کرنے والے رومن کیتھولک حضرات نے اس طرح ترجمہ کیا ہے:

جہان کا مرکز (حزقیال/ ۳۸: ۱۲)۔

پروٹیسٹنٹ حضرات نے اس طرح ترجمہ کیا ہے:

زمین کی ناف (حزقی ایل/ ۳۸: ۱۲)۔

انگریزی ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:

Crossroad of the world (EZEKIEL 38:12)

(د)۔آج بھی ہر شخص دنیا کا نقشہ دیکھ کر کھلی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ عرب شریف براعظم ایشیا، براعظم افریقہ اور براعظم یورپ تینوں کی سرحد پر واقع ہے۔اس کے 1 دور جنوب مشرق میں براعظم آسٹریلیا ہے اور دور مغرب میں امریکہ ہے۔

(۵)۔دنیا کی جامع ترین زبان، عربی

آپ ﷺ کی زبان عربی ہے۔عربی زبان ایک نہایت جامع زبان ہے۔تھوڑے لفظوں میں وسیع مفہوم کو سمیٹ سکتی ہے۔مثلاً اردو میں ہم کہتے ہیں۔اللہ ایک ہے۔اس کا انگریزی ترجمہ اس طرح ہے۔**God is one**۔اس کا عربی ترجمہ اس طرح ہے اَللّٰہُ وَاحِدٌ۔آپ غور فرمائیں۔اردو اور انگریزی میں تین تین لفظ استعمال ہوئے ہیں۔جب کہ عربی میں یہی مفہوم صرف دو لفظوں میں بیان ہو گیا ہے۔ایک اور مثال دیکھیے۔

عربی: لا الہ الا اللہ

اردو: اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں

انگریزی: **No one is able to be worshiped except Allah.**

آپ ﷺ کا دنیا کے مرکز میں تشریف لانا اور پھر آپ کی زبان اور قرآن کی زبان کا دنیا کی جامع ترین زبان ہونا بھی آپ ﷺ کی نبوت کی تائید کرتا ہے۔

☆......☆......☆

باب دوم:

1

کمالات اور معجزات

(۱)۔انسانی زندگی کا مقصد

مسلمان کی زندگی عام لوگوں کی طرح بے مقصد نہیں ہوتی بلکہ اسلام بتاتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ قرآن شریف میں ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے (الذاریٰت :۵۶)۔دوسری جگہ فرمایا: خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً یعنی اللہ نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے عمل کس کے ہیں (الدہر:۲)۔

قرآن نے واضح کر دیا کہ انسان کی زندگی کا مقصد محض روٹی کھانا یا محض بچے پیدا کرنا نہیں بلکہ اپنے سیرت و کردار کو درست رکھنا مقصد ہے۔روٹی کے لیے ایک کتا بھی دوسرے کتے سے لڑتا ہے اور جنسی ملاپ ایک خنزیر بھی کرتا ہے، پھر انسان اگر ان سے ممتاز ہے تو کس وجہ سے؟

یہی وہ فرق ہے جسے نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے غیر مسلم دنیا تباہی تک پہنچ چکی ہے۔جنسی بے راہ روی نے نوجوانوں کو شادی کے قابل بھی نہیں رہنے دیا، ایڈز اور طرح طرح کی بیماریوں نے جکڑ لیا ہے۔ایسے نوجوانوں کو اسلام کے دامن کے سواء کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَن يَّضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ یعنی جو شخص مجھے اس کی ضمانت دے جو دو جبڑوں کے درمیان ہے اور جو دو ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری حدیث رقم: ۶۴۷۴)۔اس حدیث کے الفاظ اور ان کی معنی خیزی پر غور کیجیے! اور دنیائے انسانیت کی اخلاقی تعمیر کے حوالے سے بھی اس پر غور فرمایئے!

دو جبڑوں کے درمیان والی چیز یعنی زبان کو صحیح استعمال کرنے کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز یعنی شرمگاہ کے صحیح استعمال کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، مختصر

سے الفاظ میں دنیا کے خطرناک ترین امراض کا علاج کر دیا گیا ہے۔

1 ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: یَا نَبِیَّ اللہِ، مَنْ اَکْیَسُ النَّاسِ وَاَحْزَمُ النَّاسِ؟ یعنی سب سے زیادہ سمجھدار اور محتاط شخص کون ہے؟ فرمایا: اَکْثَرُھُمْ ذِکْراً لِلْمَوْتِ، وَاَشَدُّھُمْ اِسْتِعْدَاداً لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ، اُولٰئِكَ ھُمُ الْاَکْیَاسُ، ذَھَبُوْا بِشَرْفِ الدُّنْیَا وَ کَرَامَۃِ الْاٰخِرَۃِ جو شخص سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہو اور سب سے زیادہ موت کے لیے تیار ہو اس سے پہلے کہ موت نازل ہو، وہی لوگ سب سے زیادہ سمجھدار ہیں، وہی دنیا کا شرف اور آخرت کی کرامت پا گئے ہیں (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر: ۶۴۸۸)۔

(۲)۔ وسیع ترین تعلیمات

ہمارے نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی فرمائی ہے۔ کھانے پینے اور سونے جاگنے جیسے ذاتی معاملات ہوں، نکاح طلاق اور حقوق العباد جیسے ازدواجی اور معاشرتی معاملات ہوں یا سیاسیات، معاشیات و ترجیحات جیسی سائنسز ہوں، انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اس عظیم پیغمبر کی تعلیمات سے تشنہ نہیں۔ آپ ایک ہی وقت میں ایک عظیم ترین انسان، اعلیٰ ترین مصلح اخلاق، حیرت انگیز معیشت دان، ماہر ترین قانون ساز، منصف ترین جج، سمجھدار سیاست دان اور بندہ پرور حکمران ہیں۔

اتنی مصروفیات کے باوجود آپ اپنے بیوی بچوں کو بھی وقت دیتے تھے۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے تھے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے کرتے آپکے پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔

یہاں ہم محض نمونے کے طور پر مختلف علوم سے متعلق محض ایک ایک قرآنی آیت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس سے آپ کو تفصیلی معلومات کا خود بخود اندازہ ہو جائے گا۔

ا۔ سائنس:۔ آسمان اور زمین آپس میں جڑے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا (انبیاء ۳۰: ۲۱)۔

۲۔معاشیات:۔غنیمت کا مال اللہ اور رسول کے لیے، رشتہ داروں کے لیے، یتیموں کے لیے، مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے تا کہ دولت محض امیر لوگوں میں گردش نہ کرتی رہے (حشر ۷:۵۹)۔ 1

۳۔معاشرت:۔اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے (الحجرات:۱۳)۔

۴۔اخلاقیات:۔اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ انہیں سلام کہہ کر ٹال دیتے ہیں (الفرقان ۶۳:۲۵)۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کا اخلاق ایسا تھا کہ تمام انسانوں کی عمریں کھپ جائیں تو پھر بھی اخلاق ایسا اعلیٰ درجہ حاصل نہ کر سکیں۔ دشمن کے لیے اپنی چادر بچھا دینا اور اپنے سر پر کوڑا پھینکنے والی کی تیمارداری کو چلے جانا اسی معلم اخلاق کا کام ہے۔

۵۔سیاسیات:۔اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کے حوالے کر دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو (النساء ۴:۵۸)۔

۶۔تعلیم:۔اگر تمہیں خود معلوم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو (النحل:۱۶ ۴۳)۔

۷۔ترجیحات:۔اس نبی کے مہاجر اور انصار ساتھی اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود شدید حاجت ہو (حشر ۹:۵۹)۔

(۳)۔پیغمبرانہ باتیں

آپ ﷺ کی تمام تعلیمات آپ کے سچا پیغمبر ہونے کی تائید کرتی ہیں۔ یہاں ہم آپ کی دانائی پر مبنی حکیمانہ باتوں کے چند ایسے نمونے پیش کرتے ہیں جن کے سامنے دنیا بھر کے دانشور دم بخود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ اَلتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ یعنی لوگوں سے محبت کے ساتھ پیش آنا آدھی عقل ہے (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۶۵۶۸)۔ 1

۲۔ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ یعنی سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی جیسی نہیں ہوتی (مسند احمد حدیث رقم: ۲۴۵۱)۔

۳۔ اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ یعنی غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے (مسلم حدیث رقم: ۲۴۲۰، بخاری حدیث رقم: ۶۴۴۶، ترمذی حدیث رقم: ۲۳۷۳)۔

۴۔ اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَۃِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ یعنی خرچ میں میانہ روی آدھی معاشیات ہے (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۶۵۶۸)۔

۵۔ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَۃٌ مَجْبَنَۃٌ یعنی اولاد بخیل اور بزدل بنا دیتی ہے (ابن ماجۃ حدیث رقم: ۳۶۶۶)۔

۶۔ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِی صَدْرِکَ وَکَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ یعنی نیکی اچھے اخلاق ہیں اور برائی وہ ہے جو تیرے دل میں چبھے اور تو اسے لوگوں سے چھپانا چاہے (مسلم حدیث رقم: ۶۵۱۶، ۶۵۱۷)۔

۷۔ لَاحَلِیْمَ اِلَّا ذُوعَثْرَۃٍ وَلَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُو تَجْرُبَۃٍ یعنی حلیم وہی ہوسکتا ہے جسے ٹھوکریں لگی ہوں اور حکیم وہی ہے جس کے پاس تجربہ ہو (ترمذی حدیث رقم: ۲۰۳۳)۔

۸۔ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ یعنی لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ (ابو داؤد حدیث رقم: ۴۸۴۲)۔

۹۔ اَلْعُجْلَۃُ مِنَ الشَّیْطٰنِ یعنی جلدی شیطان کراتا ہے (ترمذی حدیث رقم: ۲۰۱۲)۔

۱۰۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللہ یعنی جو عاجزی میں رہتا ہے اللہ اسے بلند کر دیتا ہے (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۸۱۴۰)۔

ہم نے آپ ﷺ کے صرف دس ارشادات نمونے کے طور پر پیش کیے ہیں۔ ورنہ آپ کی ہر بات اسی طرح علمی اور گہری ہوتی ہے۔

(۴)۔معجزات

1

معجزات کسی بھی نبی کی نبوت کا اولین ثبوت ہوتے ہیں۔معجزہ کا معنی ہے لوگوں کو عاجز کر دینے والا کام۔ یہ عام روٹین اور عادت کے خلاف ایسا کمال درجہ کا کام ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جائیں اور مخالفین عاجز آ جائیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے بے شمار معجزات دکھائے ہیں مثلاً:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے پاس آیا اور اس میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اسے تلاش کیا اور اس سے بکری چھین لی۔ وہ بھیڑیا ایک چٹان پر چڑھ کر کتے کی طرح بیٹھ کر دم ہلانے لگا اور کہنے لگا میں نے اللہ کے دیے ہوئے رزق کے حصول کی کوشش کی اور اسے پکڑ لیا۔مگر تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج کی طرح بھیڑیے کو بات کرتے کبھی نہیں سنا۔بھیڑیے نے کہا اس سے بھی حیرت انگیز وہ آدمی ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان والے نخلستان میں تمہیں بتاتا ہے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔وہ آدمی یہودی تھا۔وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ساری بات بتائی اور مسلمان ہو گیا (مسند احمد حدیث رقم: ۸۰۸۳)۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں تھے۔اتنے میں ایک دیہاتی آیا جس نے سوسمار (گوہ) کو شکار کر کے پکڑا ہوا تھا۔کہنے لگا یہ کون ہے؟ صحابہ کرام نے بتایا یہ اللہ کے نبی ہیں۔ کہنے لگا لات اور عزیٰ کی قسم میں تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ سوسمار تم پر ایمان نہ لے آئے۔ یہ کہا اور سوسمار کو نبی کریم ﷺ کے سامنے پھینک دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سوسمار! اس نے بڑی واضح زبان کے ساتھ جواب دیا جسے تمام لوگوں نے سنا۔ کہنے لگا میں حاضر ہوں اور ہر خدمت کے لیے تیار ہوں اے قیامت کے دن لجپالوں کے لجپال۔ فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا اس ذات کی جس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے، جس کی بادشاہی زمین میں ہے، جسکے راستے سمندر میں ہیں، جس کی رحمت

جنت میں ہے اور جس کی ناراضگی جہنم میں ہے۔ فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا رب العالمین کے رسول اور آخری نبی، وہ فلاح پا گیا جس نے آپکی تصدیق کی اور وہ رسواء ہوا جس نے آپکو جھٹلایا۔ وہ دیہاتی مسلمان ہوگیا (الشفاء ۱ / ۲۰۴، الوفا ۱ / ۳۳۶)۔

۳۔ حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابنِ عباس اور حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہم تینوں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحرا میں تھے۔ ایک آواز دینے والے نے آواز دی، یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے دھیان دیا مگر کوئی چیز نہ دیکھی۔ پھر دوبارہ متوجہ ہوئے تو ایک ہرنی پر نظر پڑی جو بندھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یارسول اللہ میرے قریب تشریف لائیے۔ آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ فرمایا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے کھول دیں تا کہ میں انہیں جا کر دودھ پلاؤں اور پھر آپ کے پاس واپس آ جاؤں۔ فرمایا ایسا ہی کرو گی؟ اس نے کہا اگر ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے جگا ٹیکس لینے والوں جیسا عذاب دے۔ آپ نے اسے کھول دیا۔ وہ چلی گئی اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور واپس آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں دیہاتی جاگ گیا۔ (جس نے اسے شکار کر کے قید کر رکھا تھا)۔ اس نے کہا یارسول اللہ مجھ سے کوئی کام ہے؟ فرمایا ہاں اسے آزاد کر دو۔ اس نے اسے آزاد کر دیا، وہ تیزی سے بھاگ گئی اور کہہ رہی تھی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں (الشفاء ۱ / ۲۰۷، الوفا ۱ / ۳۳۵)۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر انہیں پانی نہ ملا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس وضو کا برتن لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس میں وضو کرو۔ میں نے پانی کو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹتے دیکھا۔ لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا (بخاری حدیث رقم:۱۶۹، ۳۵۷۳، مسلم حدیث رقم: ۵۹۴۲، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۳۱، نسائی حدیث رقم: ۷۶)۔

۵۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ کیلیے نکلے۔ راستے میں ہمیں شدید بھوک لگی، حتیٰ کہ ہم نے اپنی سواری کے بعض اونٹ ذبح کرنے کا 1 ارادہ کرلیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے اپنا زادِ سفر اکٹھا کر دیا۔ ہم نے اسکے لیے ایک دستر خوان بچھایا۔ دستر خوان پر سب لوگوں کے پاس موجود کھانا جمع ہو گیا۔ فرمایا میں نے گردن اٹھا کر دیکھا تا کہ اندازہ لگا سکوں کہ کھانا کتنا ہے۔ میں نے اندازہ لگایا کہ بیٹھی ہوئی بکری کے برابر ڈھیر لگ گیا ہے۔ جبکہ ہم چودہ سو آدمی تھے۔ ہم نے کھانا کھایا حتیٰ کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ پھر ہم نے اپنے اپنے تھیلے بھی بھر لیے (مسلم حدیث رقم: ۴۵۱۸)۔

۶۔ حضرت ہیثم بن عدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ احد میں حضرت ابو قتادہ بن نعمان ظفری کی آنکھ نکل گئی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے۔ آنکھ ان کے ہاتھ پر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو قتادہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ وہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا اگر چاہو تو صبر کرو اور تمہیں جنت ملے۔ اور اگر چاہو تو میں اسے واپس رکھ دوں اور اللہ سے دعا کروں اور اس میں سے تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک جنت ایک عظیم اجر ہے اور زبردست عطا ہے لیکن میں ایسا آدمی ہوں کہ اپنی بیویوں کی طرف سے کانے پن کا طعنہ سننے کا خدشہ محسوس کر رہا ہوں۔ وہ میری طرف التفات ہی نہیں کریں گی۔ آپ میری آنکھ بھی مجھے لوٹا دیں اور اللہ سے میرے لیے جنت بھی مانگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو قتادہ میں ابھی کرتا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ مبارک سے پکڑا اور اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ وہ انکی دوسری آنکھ سے بھی بہتر ہو گئی۔ حتیٰ کہ انکی وفات ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جنت کی بھی دعا فرمائی (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۵۳۵۹، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، الوفا / ۳۳۳)۔

۷۔ حضرت ابنِ منکدر تابعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم یا اسر کے علاقے میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے۔ وہ لشکر کی تلاش میں بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔ انہیں اچانک ایک شیر ملا۔ آپ نے فرمایا اے ابو حارث! میں

رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ میرے ساتھ اس اس طرح ہوا ہے۔ شیر دم ہلاتا ہوا ان کے سامنے آیا حتیٰ کہ ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ جب وہ کہیں سے آواز سنتا تو اس کی طرف بھاگ پڑتا تھا۔ پھر آ کر آپ کے ساتھ چلنے لگتا تھا۔ حتیٰ کہ لشکر تک پہنچ گیا۔ پھر شیر واپس آ گیا (المصنف لعبد الرزاق حدیث رقم: ۲۰۵۴۴، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۴۵، شرح السنۃ حدیث رقم: ۳۷۳۲، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۲۸۸)۔

۸۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا، میں نے اپنی چھوٹی سی بیٹی کو فلاں وادی میں پھینکا ہے۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ وادی میں تشریف لے گئے۔ اور اس کا نام لے کر اسے آواز دی اے فلانہ، اللہ کے اذن سے مجھے جواب دو۔ وہ نکل آئی اور کہہ رہی تھی لبیک وسعدیک۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان کے پاس واپس لے آؤں۔ اس نے عرض کیا مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میں نے اللہ کو ان دونوں سے زیادہ مہربان پایا ہے (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۲۱۱)۔

۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے دونوں ٹکڑوں کو درمیان سے چرا ہوا دیکھا (مسلم حدیث رقم: ۷۰۷۶، بخاری حدیث رقم: ۳۶۳۷)۔

۱۰۔ حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے دو طرح سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپکا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا اے اللہ یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس کیلئے سورج واپس کر دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے اسے ڈوبا ہوا دیکھا تھا پھر دیکھا کہ غروب کے بعد طلوع ہو گیا ہے اور پہاڑوں اور زمین پر ٹھہر گیا ہے۔ یہ خیبر کے علاقے میں موضع صہباء کا واقعہ ہے (الشفاء ۱/ ۱۸۵، مشکل الآثار حدیث رقم: ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، مجمع الزوائد حدیث رقم: ۱۴۰۹۷)۔

(۵)۔یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں

1

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف پہنچے تو لوگ امڈ کر آ گئے اور شور مچ گیا کہ: رسول اللہ ﷺ آ گئے، رسول اللہ ﷺ آ گئے، میں بھی انہیں دیکھنے کے لیے لوگوں میں شامل تھا۔ فَلَمَّا اسْتَثْبَتُّ وَجْهَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلَ شَيْئٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ یعنی جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر غور کیا تو سمجھ گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں، سب سے پہلے آپ نے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا کہ: اے لوگو سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلایا کرو، اور نماز پڑھا کرو جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے (ترمذی حدیث رقم: ۲۴۸۵، ابوداؤد حدیث رقم: ۳۲۵۱)۔

(٦)۔وہ باتیں جو نبی کے سواء کوئی نہیں بتا سکتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم ﷺ مدینہ شریف میں پہنچے تو عبداللہ بن سلام (جو اس وقت یہودی تھے) نے آپ سے کچھ سوال کیے اور کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سواء کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟ بچے کی شکل باپ یا ماں کی شکل سے مشابہ کیوں ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف دھکیل کر لے جائے گی۔ جنتیوں کا پہلا کھانا مچھلی کی بڑھی ہوئی کلیجی ہے۔ جب مرد کا پانی سبقت کرتا ہے تو بچے کی شکل باپ پر اور جب عورت کا پانی سبقت کرتا ہے تو بچے کی شکل ماں پر ہوتی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مزید عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہودی لوگ بہت بہتان تراش ہیں، اگر انہیں میرے مسلمان ہونے کا علم ہو گیا تو مجھ پر بہتان لگائیں گے۔ آپ انہیں میرے مسلمان ہونے کا علم ہونے سے پہلے

میرے بارے میں پوچھیے کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ جب یہودی آئے تو عبداللہ بن سلام گھر میں چھپ گئے۔ آپ ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہم میں 1 سب سے بڑا عالم ہے اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے، ہم سب سے بہتر ہے اور سب سے بہتر آدمی کا بیٹا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائے تو تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا اللہ ہمیں اس بات سے بچائے۔ عبداللہ بن سلام ان لوگوں کے سامنے آ گئے اور کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہودی کے خلاف بولنے لگے اور کہا یہ ہم سب سے برا آدمی ہے اور سب سے برے آدمی کا بیٹا ہے (بخاری حدیث:۳۳۲۹)۔

(۷)۔غیب کی خبریں

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا، حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلّٰى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا، حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا

ترجمہ: حضرت عمرو ابنِ اخطب انصاری ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے، ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا، آپ منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، بس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ سے زیادہ یاد رکھا (مسلم حدیث رقم:۷۲۶۷)۔

آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ جب مسلمان نہیں ہوئے تھے تو

جنگِ بدر میں مشرکینِ مکہ کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے آئے اور جنگ میں قیدی بن گئے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام قیدیوں کو فدیہ دے کر رہائی حاصل کرنے کی اجازت[1] دی تو حضرت عباس نے کہا کہ : یا رسول اللہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپکا وہ مال کہاں ہے جو آپ نے اور آپ کی زوجہ ام الفضل نے مل کر دفن کیا ہے؟ حضرت عباس نے عرض کیا اللہ کی قسم یا رسول اللہ! اِنِّی اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، اِنَّ ھٰذَا لَشَیْئٌ مَا عَلِمَہٗ اَحَدٌ غَیْرِیْ وَ غَیْرُ اُمِّ الْفَضْلِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ ایسی بات تھی جس کا میرے سواء اور میری زوجہ ام الفضل کے سواء کسی کو علم نہیں تھا (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۵۴۹۰)۔

(۸)۔ پیش گوئیاں

۱۔ اگر انسان اور جن سب مل کر بھی قرآن کی مثال لانا چاہیں تو اس کی مثال نہیں لا سکتے خواہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں (بنی اسرائیل ۸۸:۱۷)۔ قرآن کی یہ پیش گوئی بھی درست نکلی، آج تک دنیا کا کوئی شخص قرآن کی مثال بنا کر نہیں لا سکا۔

۲۔ ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں (الحجر ۹:۱۰)۔ قرآن کی یہ بات بھی سچی نکلی ہے، قرآن آج تک اسی طرح محفوظ چلا آ رہا ہے جس طرح نازل ہوا تھا۔

۳۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ یَوْمٌ لَا یَدْرِی الْقَاتِلُ فِیْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِیْمَ قُتِلَ، فَقِیْلَ کَیْفَ یَکُوْنُ ذٰلِکَ؟ قَالَ الْھَرَجُ۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر وہ دن نہ آئے کہ قاتل کو علم نہ ہوگا اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو علم نہ ہوگا وہ کیوں قتل کیا گیا، پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہوگا؟ تو فرمایا یہ فتنے کا وقت ہوگا (مسلم حدیث رقم: ۷۳۰۴)۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی ثابت ہو چکی ہے، آج بھی پوری دنیا میں قتل و

غارت اور دھماکوں کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ، وَيَكْثُرَ الزِّنَا، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

ترجمہ: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا۔ اور جہالت زیادہ ہو جائے گی اور زنا کثرت سے ہوگا اور شراب نوشی کثرت سے ہوگی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد متولی ہوگا (مسلم حدیث رقم: ۶۷۸۶، بخاری حدیث رقم: ۵۲۳۱، ترمذی حدیث رقم: ۲۲۰۵، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۴۰۴۵)۔

آپ دیکھ سکتے ہیں آج دنیا میں بالکل یہی کچھ ہو رہا ہے، حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ یعنی تم پر بعد میں آنے والا ہر زمانہ پہلے سے پر خطر ہوگا۔ حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو گے (بخاری حدیث رقم: ۷۰۶۸، ترمذی حدیث رقم: ۲۲۰۶)۔

☆......☆......☆

باب سوم:

بلند ترین سیرت و کردار

(۱)۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں

عام مسلمانوں پر دنیا میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ مگر آپ ﷺ پر چھ نمازیں فرض تھیں۔ چھٹی نماز بھی وہ جو پچھلی رات کو پڑھی جاتی ہے۔ اسے تہجد کہتے ہیں۔ یہ سب سے مشکل نماز ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ بے شمار روزے رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ کسی سوچ میں مبتلا رہتے تھے۔ سہمے سہمے رہتے تھے اور ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے تھی كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَلىٰ كُلِّ اَحيَانِهٖ (مسلم حدیث رقم:۸۲۶ ، ابوداؤد حدیث رقم:۱۸، ترمذی حدیث رقم: ۳۳۸۴، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۳۰۲)۔

اپنی امت کی نسبت کہیں زیادہ عبادات کرنا، مشکل ترین عبادات کرنا اور ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہنا آپ ﷺ کی صداقت پر بہترین قرینہ ہے۔

(۲)۔ بادشاہی میں فقیری

اتنے سارے کمالات، اختیارات اور کثیر تعداد میں صحابہ اور خدمت گار ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے نہایت سادگی سے وقت گزارا۔

بہت کم کھاتے۔ گھر میں دو دو ماہ تک آگ نہیں جلتی تھی۔ ستو، کھجور اور دودھ وغیرہ پر گزارا کرتے تھے۔ جو کی روٹی پسند فرماتے تھے اور جو کی روٹی بھی آپ نے اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی سیر ہو کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا مَا شَبعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ حَتّٰى قُبِضَ (ابن ماجۃ حدیث رقم: ۳۳۴۶)۔

آپ ﷺ نے کبھی ناجائز کنبہ پروری نہیں کی۔ ایک مرتبہ آپ کی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھریلو کام کاج اور محنت مشقت سے پریشان ہو کر ایک نوکر مانگا تو آپ نے فرمایا: اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ؟ اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا، اَوَ

34

اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَکُمَا ، فَکَبِّرَا ثَلَاثاً وَ ثَلَاثِیْنَ ، وَ سَبِّحَا ثَلَاثاً وَ ثَلَاثِیْنَ ، وَاحْمَدَا ثَلَاثاً وَ ثَلَاثِیْنَ یعنی میں تمہیں اس سے بہتر چیز دیتا ہوں۔سوتے وقت تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھا کریں (بخاری حدیث رقم : ۶۳۱۸ ، مسلم حدیث رقم : ۶۹۱۵ ، ابوداؤد حدیث رقم : ۵۰۶۲)۔

اکثر زمین پر سوتے تھے۔سوتی اور سفید لباس پسند فرماتے تھے۔آپ کے وصال کے بعد آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک سوتی چادر اور موٹا تہبند نکال کر لائیں اور لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا عَنْ اَبِی بُرْدَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ کِسَاءً مُلَبَّداً وَاِزَاراً غَلِیْظاً ، فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحُ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فِی ھٰذَیْنِ (مسلم :۵۴۴۲ ، ۵۴۴۳ ، بخاری:۵۸۱۸ ، ابوداؤد :۴۰۳۶ ، ترمذی :۱۷۳۳،ابن ماجہ:۳۵۵۱،مسند احمد: ۲۴۰۹۲)۔

بہت کم آرام کرتے،آپ کے نیچے ایک چادر دوہری کر کے بچھائی جاتی تھی ، ایک رات گھر والوں نے آپ کے نیچے وہی چادر چوہری کر کے بچھادی تو آپ کے تہجد کی نماز کے لیے جاگنے میں تاخیر ہوگئی،آپ ﷺ نے فرمایا: آپ لوگوں نے آج رات میرے نیچے کیا بچھایا تھا؟ گھر والوں نے عرض کیا وہی آپ کا بستر تھا ہم نے اسے چوہرا کر دیا تھا تا کہ آپ کو آرام رہے، فرمایا: اسے پہلے کی طرح کر دو، اس کی نرمی کی وجہ سے میری رات کی نماز میں تاخیر ہوئی ہے(شمائلِ ترمذی صفحہ ۲۲)۔

آپ نے اپنی اولاد کیلئے کوئی میراث نہیں چھوڑی۔ بلکہ فرمایا: لَا نُورَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ یعنی ہم انبیاء لوگ کسی کے وارث نہیں ہوتے نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے (مؤطا امام محمد ۳۱۹،مؤطا امام مالک کتاب الکلام باب ما جاء فی ترکۃ النبی ﷺ حدیث رقم:۲۷، مسلم حدیث رقم :۴۵۷۷ ، بخاری حدیث رقم: ۳۰۹۴،ترمذی حدیث رقم:۱۶۱۰،نسائی حدیث رقم:۴۱۴۸،ابوداؤد حدیث رقم: ۲۹۶۳)۔

آپ نے کبھی صدقہ نہیں کھایا بلکہ اپنے خاندان والوں پر بھی صدقہ حرام قرار دیا۔

آپ کے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے تو انہوں نے ایک دن صدقے کی کھجور اپنے منہ میں ڈال لی۔ آپ نے کخ کخ کر کے ان کے گلے سے وہ کھجور نکلوا دی۔ اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہم صدقہ نہیں کھاتے أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ (مسلم حدیث رقم: ۲۴۷۳، بخاری حدیث رقم: ۱۴۹۱)۔

آپ دنیا سے مکمل طور پر بے رغبت تھے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ كَفَافاً یعنی اے اللہ محمد کی آل کو رزقِ گزارا عطا فرما (مسلم حدیث رقم: ۲۴۲۷، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲۷، بخاری حدیث رقم: ۶۴۶۰، ترمذی حدیث رقم: ۲۳۶۱، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۴۱۳۹، مسند احمد حدیث رقم: ۹۷۶۷)۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اِغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ یعنی پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو غربت سے پہلے، اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے (شرح السنۃ حدیث رقم: ۴۰۲۰، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۸۰۱۰)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ وَمَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ یعنی خبردار دنیا پر لعنت ہے اور اس میں جو کچھ ہے اس پر لعنت ہے، سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس چیز کے جو اس سے تعلق رکھے اور عالم اور طالب علم کے (ترمذی: ۲۳۲۲، ابن ماجہ: ۴۱۱۲)۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقٰى كَافِراً مِنْهَا شَرْبَةً یعنی اگر دنیا کی وقعت اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس میں سے کسی کافر کو پانی تک نہ پلاتا (ترمذی حدیث

رقم: ۲۳۲۰، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۴۱۱۰)۔

1 ہر قسم کی سہولیات میسر ہونے کے باوجود اور کثیر تعداد میں خدمت گار دستیاب ہونے کے باوجود، دنیا سے اس قدر بے نیازی اور بے رغبتی، کوئی دنیوی جائیداد نہ چھوڑنا اور اپنی آل پر صدقہ حرام قرار دینا آپ کے سچا نبی ہونے پر بہترین قرائن ہے۔

(۳)۔ انسانیت کی خدمت کا درس

اسلام نے انسان کو بڑی عزت دی ہے خواہ اسکا تعلق کسی بھی طبقے، قوم یا مذہب سے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ یعنی ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی (بنی اسرائیل: ۷۰)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ یعنی جو زمین پر ہیں تم ان پر رحم کرو، جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۹۴۱، ترمذی حدیث رقم: ۱۹۲۳، مسند احمد حدیث رقم: ۶۵۰۱)۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللهِ، فَاَحَبُّهُمْ اِلَى اللهِ اَنْفَعُهُمْ لِعَيَالِهٖ یعنی اللہ کی مخلوق اس کے اہل وعیال ہیں۔ اللہ کو وہ انسان سب سے زیادہ پسند ہے جو اللہ کے اہل وعیال سے اچھا سلوک کرے (مسند ابی یعلیٰ حدیث رقم: ۳۳۱۵)۔

مخلوق پر شفقت اور رحمت کی انتہا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنی اے نبی ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیاء: ۱۰۷)۔

(۴)۔ دلوں پر بادشاہی

قَالَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حِيْنَ وَجَّهَتْهُ قُرَيْشٌ عَامَ الْقَضِيَّةِ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرَاٰى مِنْ تَعْظِيْمِ اَصْحَابِهٖ لَهٗ مَا رَاٰى، فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَ كِسْرٰى وَالنَّجَاشِيْ وَاللهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا

قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللّٰہِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلٰى وَضُوئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّونَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَّهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا

ترجمہ: ایک مرتبہ عروہ بن مسعود کو جب قریش نے صلح حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تو انہوں نے صحابہ کو نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا۔ جب عروہ واپس اپنے دوستوں کے پاس گئے تو کہنے لگے۔ اے لوگو! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں جا چکا ہوں میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے اصحاب کو اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی محمد کی تعظیم محمد کے اصحاب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم وہ اگر بلغم بھی پھینکتا ہے تو وہ کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ میں گرتی ہے پھر وہ اسے اپنے منہ اور جسم پر مل لیتا ہے۔ جب وہ انہیں کوئی حکم دیتا ہے تو اس کی تعمیل میں سارے کے سارے بھاگ پڑتے ہیں۔ وہ جب وضو کرتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ لوگ اسکے پانی سے برکت حاصل کرنے کیلیے آپس میں لڑ پڑیں گے۔ جب وہ بولتا ہے تو وہ لوگ اسکے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اس کے ادب کی وجہ سے اسکی طرف نگاہیں جما کر نہیں دیکھتے۔ اس نے تم لوگوں کے سامنے ہدایت کا راستہ پیش کیا ہے لہٰذا اسے قبول کرلو (بخاری حدیث رقم: ۲۷۳۱)۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهٗ وَاَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيدُونَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ کے اصحاب آپکے اردگرد موجود تھے۔ وہ چاہتے یہ تھے کہ ایک بھی بال گرے تو کسی نہ کسی کے ہاتھ میں جائے (مسلم حدیث رقم: ۶۰۴۳)۔

اتنی ٹھاٹھ کے باوجود آپ نے کبھی خدائی دعویٰ نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہلانا پسند فرمایا۔

عَنْ بُرَیْدَۃَ ﷛ سَئَلَ اَعرَابِیٌّ النَّبِیَّ ﷺ آیَۃً ، فَقَالَ لَہٗ قُلْ لِتِلکَ الشَّجَرَۃِ
رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَدعُوكِ قَالَ فَمَالَتِ الشَّجَرَۃُ عَن یَمِینِہَا وَشِمَالِہَا وَبَینَ یَدَیہَا 1
وَخَلْفَہَا فَتَقَطَّعَتْ عُرُوقُہَا ، ثُمَّ جَآءَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ تَجُرُّ عُرُوقَہَا مُغْبَرَّۃً حَتّٰی وَقَفَتْ
بَیْنَ یَدَیْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَت اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ الْاَعْرَابِیُّ مُرْہَا
فَلتَرجِعْ اِلٰی مَنبَتِہَا ، فَرَجَعَتْ فَدَلَّتْ عُرُوقَہَا فَاسْتَوَتْ ، فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ ائْذَنْ لِی
اَسْجُدْ لَكَ ، قَالَ لَو اَمَرتُ اَحَدًا اَن یَسجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرتُ الْمَرْءَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوجِہَا ،
قَالَ فَأْذَنْ لِی اَنْ اُقَبِّلَ یَدَیْكَ وَرِجْلَیْكَ فَاَذِنَ لَہٗ

ترجمہ: حضرت بریدہ ﷛ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اس درخت سے کہو تمہیں رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ وہ درخت دائیں بائیں جھکا اور آگے پیچھے جھکا حتیٰ کہ اسکی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر زمین کو چیرتا ہوا، اپنی جڑیں گھسیٹتا ہوا، گرد اڑاتا ہوا آ گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ۔ دیہاتی نے کہا اسے حکم دیں کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ وہ واپس چلا گیا، اپنی جڑیں گاڑ دیں اور سیدھا ہو گیا۔ دیہاتی نے عرض کیا۔ مجھے اجازت دیجیے میں آپکو سجدہ کروں۔ فرمایا اگر میں کسی انسان کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس نے کہا چلیے مجھے اپنے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۶)۔

یہ ہے ان کی عاجزی، بندگی اور حقیقت پسندی۔

☆......☆......☆

باب چہارم:

1

کامیابیاں

(۱)۔سب سے پہلے کون ایمان لایا

کسی کے سیرت وکردار کو پرکھنے کا مناسب ترین طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں اس کے بچپن کے دوست سے معلومات لی جائیں، یا پھر اس کی بیوی سے معلومات لی جائیں، یا پھر اس کی آغوش میں پلنے والے سے معلومات لی جائیں، یا پھر اس کے گھریلو خادم سے معلومات لی جائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ کے بچپن کے یار سیدنا ابوبکر صدیق، آپ کی زوجہِ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ، آپ کے پرودہِ آغوش سیدنا علی المرتضیٰ اور آپ کے خادم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے شفاف کردار اور نبوت کے دعویٰ میں سچا ہونے کا سیدھا سیدھا ثبوت ہے۔

آپ کی صورت مبارک حسن وجمال اور نورانیت کا پیکر تھی۔ چہرے پر ایسا وقار اور اس میں ایسی خاص کشش تھی کہ دیکھنے والا محض دیکھ کر ہی آپ کی صداقت کو تسلیم کرلے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ہجرت کے موقع پر جب آپ کو دیکھا تو چہرے سے ہی سمجھ لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا (ترمذی حدیث رقم: ۲۴۸۵)۔

(۲)۔بادشاہوں کا اعتراف

(۱)۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جب قریشِ مکہ نے مسلمانوں کو بے حد ستایا تو مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ قریشِ مکہ نے پیچھا کرتے ہوئے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پہنچ گئے اور مسلمانوں کو واپس بھیجنے کا مطالبہ کیا۔ نجاشی نے یکطرفہ فیصلہ کرنے کی بجائے مسلمانوں کو بھی بلالیا۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ آپ کا دین کیا کہتا ہے؟

مسلمانوں کے ترجمان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بادشاہ! ہم ایسی قوم تھے جو جاہلیت میں مبتلا تھی۔ ہم بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے

تھے، رشتہ داروں سے تعلق توڑتے تھے، ہمسایوں سے بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں سے جو طاقتور ہوتا وہ کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا[1] جس کی عالی نسبی، سچائی، امانت اور پاکدامنی ہمیں پہلے سے معلوم تھی۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور اسکے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، قرابت جوڑنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری وخونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا اور فحاشیوں میں ملوث ہونے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ ہم نے اس پیغمبر کو سچا مانا، ان پر ایمان لائے اور انکے لائے ہوئے دین میں انکی پیروی کی۔ چنانچہ ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور جن باتوں کو اس پیغمبر نے حرام بتایا انہیں حرام مانا اور جن کو حلال بتایا انہیں حلال جانا۔ اس پر مکہ کے لوگ ہم سے بگڑ گئے۔ انہوں نے ہم پر ظلم وستم کیا اور ہمیں ہمارے دین سے ہٹانے کیلئے طرح طرح کی سزائیں دیں تاکہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر بت پرستی کی طرف پلٹ جائیں اور جن گندی چیزوں کو حلال سمجھتے تھے انہیں پھر حلال سمجھنے لگیں۔ جب انہوں نے ہم پر بہت قہر اور ظلم کیا، ہم پر زمین تنگ کر دی اور ہمارے درمیان اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تو ہم نے آپکے ملک میں آنے کا فیصلہ کیا۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

نجاشی نے کہا: وہ پیغمبر جو کچھ لائے ہیں اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! نجاشی نے کہا: ذرا مجھے بھی پڑھ کر سناؤ۔ حضرت جعفر نے سورہِ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔ نجاشی اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ نجاشی کے تمام اُسقُف بھی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن کر اس قدر روئے کہ ان کے صحیفے تر ہو گئے۔ پھر نجاشی نے کہا کہ یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لیکر آئے تھے، دونوں ایک ہی فانوس سے نکلے ہوئے ہیں۔ اسکے بعد نجاشی نے مسلمانوں کے مخالفین سے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ۔ میں

ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا اور نہ یہاں ان کے خلاف کوئی چال چلنے دوں گا۔

اس حکم پر مخالفین وہاں سے نکل گئے۔ نجاشی بادشاہ چونکہ عیسائی تھا، اگلا دن آیا تو عمرو بن عاص نامی ایک قریشی نے نجاشی سے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں۔ اس پر نجاشی نے مسلمانوں کو پھر بلا بھیجا۔ وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمان کیا کہتے ہیں۔ اس دفعہ مسلمانوں کو گھبراہٹ ہوئی۔ لیکن انہوں نے طے کیا کہ پہلے کی طرح سچ ہی بولیں گے۔ نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو۔ چنانچہ جب مسلمان نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور اس نے سوال کیا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ لے کر آئے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری پاکدامن حضرت مریم کی طرف القا کیا تھا۔

اس پر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور بولا: خدا کی قسم! جو کچھ تم نے کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے اس تنکے کے برابر بھی بڑھ کر نہ تھے۔

اسکے بعد نجاشی نے مسلمانوں سے کہا: جاؤ! تم لوگ میرے ملک میں امن وامان سے رہو۔ جو تمہیں گالی دے گا اس پر تاوان لگایا جائے گا۔ مجھے گوارا نہیں کہ میں تم میں سے کسی آدمی کو ستاؤں خواہ اس کے بدلے مجھے سونے کا پہاڑ مل جائے (سیرۃ ابن ہشام جلد ا صفحہ ۳۳۶)۔

(۲)۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام تبلیغی خط لکھا۔ اسی دوران مکہ سے حضرت ابوسفیان بھی تجارت کیلیے روم گئے ہوئے تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ہرقل نے حضرت ابوسفیان کو بلا بھیجا۔ حضرت ابوسفیان کا بیان ہے کہ: مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا۔ ہرقل نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا پھر اس نے مترجم کو بلایا اور اس نے کہا ان سے کہو کہ میں اس پر کچھ سوال کروں گا، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم لوگ پیچھے سے بتا دینا کہ یہ جھوٹا ہے۔ حضرت ابوسفیان کا بیان ہے کہ: بخدا اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ مجھ کو جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا، پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا اس سے پوچھو کہ تم میں اس نبی کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے

کہا وہ ہم میں اچھے نسب والے ہیں۔اس نے پوچھا کیاان کے آباء میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟
میں نے کہانہیں۔اس نے پوچھا کیااس دعوے سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ 1
میں نے کہانہیں۔اس نے پوچھاان کی پیروی امیر لوگ کرتے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا غریب لوگ۔اس نے پوچھاان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ میں نے کہا وہ دن بدن زیادہ ہو رہے ہیں۔اس نے پوچھاان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کیا کوئی ان سے ناراض ہوکران کے دین سے پلٹ جاتا ہے؟ میں نے کہانہیں۔اس نے پوچھا کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہاہاں !اس نے پوچھاان کا تمہارے ساتھ جنگ میں کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کبھی وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم۔اس نے پوچھا کبھی انہوں نے عہد شکنی کی؟ میں نے کہا نہیں ،لیکن جس دوران ہم یہاں ہیں ہمیں ان کا حال معلوم نہیں۔حضرت ابوسفیان کہتے ہیں بخدا! اس ایک جملہ کے سواء مجھے اور کسی بات کو اپنی گفتگو میں داخل کرنے کی گنجائش نہیں ملی۔اس نے پوچھا کیاان سے پہلے کسی اور نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا؟ میں نے کہانہیں۔

پھراس نے اپنے مترجم سے کہااس کو بتاؤ: میں نے تم سے انکے خاندان کے متعلق پوچھا توتم نے بتایا کہ وہ تم میں اچھے حسب والے ہیں،اور قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء اپنی قوم کے سب سے اچھے حسب سے مبعوث ہوتے ہیں۔پھرمیں نے تم سے پوچھا کیاانکے آباؤاجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے کہانہیں، میں نے سوچا کہ اگرانکے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ گمان ہوسکتا تھا کہ انہوں نے اپنے آباء کی حکومت حاصل کرنے کیلئے یہ دعویٰ کیا ہو۔پھرمیں نے پوچھا کہ انکے پیروکار غریب لوگ ہیں یا حیثیت والے؟ تم نے کہا بلکہ وہ غریب لوگ ہیں،اور رسولوں کے پیروکاروں میں غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔پھرمیں نے تم سے پوچھااس دعویٰ سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے کہانہیں! سومیں نے جان لیا کہ جوشخص بندوں پر جھوٹ نہیں باندھتا وہ اللہ پر کب جھوٹ باندھے گا! میں نے تم سے کہا کیاانکے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان سے ناراض ہوکرانکے دین سے مرتد ہوجاتا ہے؟ تم نے کہانہیں اور دل میں ایمان کے رچ جانے کے بعد یہی ہوتا ہے۔میں نے تم سے سوال کیا انکے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تم نے کہاوہ زیادہ ہو رہے ہیں اور ایمان لانے کا یہی قاعدہ ہے حتی کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ

جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا کبھی تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ تم نے کہا ہاں جنگ کی ہے
1 اور کبھی اسکو وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم اور یہی قاعدہ ہے، پہلے رسولوں کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہا ہے، پھر آخر فتح انہی کی ہوتی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا انہوں نے کبھی عہد شکنی کی ہے؟ تم نے کہا وہ عہد شکنی نہیں کرتے اور یہی قاعدہ ہے رسول عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان سے پہلے بھی کسی نے یہ دعویٰ کیا تھا؟ تم نے کہا نہیں، میں نے سوچا کہ ان سے پہلے کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا تو میں یہ کہتا کہ اس شخص نے اس پہلے والے کی اتباع کی ہے۔ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تم کو کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا وہ ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، صلہ رحمی کرنے اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ اس نے کہا اگر تم نے سچ بیان کیا ہے تو وہ واقعی نبی ہیں اور مجھے علم تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ اس کا ظہور تم میں ہوگا! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان سے ملاقات کو پسند کرتا، اور اگر میں وہاں موجود ہوتا تو ان کے مبارک قدموں کو دھوتا، انکی حکومت یہاں تک ضرور پہنچے گی جہاں میں کھڑا ہوں، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب منگوایا اور اس کو پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ مکتوب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام ہے سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی، اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ، سلامتی سے رہو گے، اسلام قبول کرلو، اللہ تعالیٰ تم کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمہارے پیروکاروں کے منہ پھیرنے کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): اے اہل کتاب آؤ اس بات کو قبول کرلو جو ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاقی ہے، یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی اللہ کے سواء کسی کو معبود نہیں جانے گا اور اگر وہ اس سے اعراض کریں تو کہہ دو گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔

جب ہرقل اس مکتوب کو پڑھ کر فارغ ہوا تو اسکے سامنے شور مچ گیا اور بکثرت آوازیں آنے لگیں، اس نے ہمیں باہر نکالنے کا حکم دیا اور ہم کو نکال دیا گیا، باہر آنیکے بعد میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی اہمیت اب بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ روم کا بادشاہ بھی ان سے

بہت ڈرتا ہے اسکے بعد مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ رسول اللہ ﷺ کو عنقریب غلبہ حاصل ہوگا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی اسلام داخل کر دیا (بخاری: ۷، مسلم: ۴۶۰۷، ابو داؤد: ۵۱۳۶، ترمذی: ۲۷۱۸)۔

(۳)۔کامیاب ترین ہستی

ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ قریش کے ایک غریب اور معزز ترین گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پہلے ہی والد ماجد کا سایہ اٹھ گیا اور والدہ ماجدہ اور دادا جان نے پرورش فرمائی۔ چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اعلان فرمایا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی شرافت اور دیانت میں معروف ترین ہستی تھے۔ لوگ آپ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ آپ نے کسی انسان کے پاس نہیں پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود جب پہلی وحی نازل کی تو فرمایا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے نام سے پڑھ (العلق: ۱)۔ پھر دوسرا حکم نازل فرمایا: قُمْ فَاَنْذِرْ اے محبوب اٹھیں اور تبلیغ کریں (المدثر: ۲)۔

جب قرآن کا نزول شروع ہوا تو لوگ حیران تھے کہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ انہوں نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ یہ اچانک اتنا فصیح وبلیغ کلام کیسے بولنے لگ گئے، جس جیسا ایک جملہ بھی ہم نہیں بنا سکتے۔ اب وہ لوگ آپ ﷺ کو جھٹلا بھی نہیں سکتے تھے۔ اس لیے کہ آپ کا سابقہ ریکارڈ بڑا صاف تھا۔ قرآن نے بھی آپ ﷺ کے سابقہ ریکارڈ کو چیلنج کے طور پر پیش کیا۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں (یونس: ۱۶)۔

آپ ﷺ نے اسلام کے مشن کو اکیلے شروع فرمایا۔ پھر اپنے گھر والوں کو اس کی دعوت دی۔ پھر شہر والوں تک اور پھر پوری دنیا تک اس پیغام کو پہنچایا۔ بہترین ساتھی تیار کیے اور مشکل ترین مراحل سے گزار کر اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ زمین کے وسیع خطے پر اسلامی حکومت قائم کر کے دکھا دی اور اس میں اسلام نافذ کر کے دکھا دیا۔ اسلام کے کھیت کو اپنی آنکھوں سے لہلہاتا ہوا دیکھا۔ اپنی امت کو اس مشن کے قائم رکھنے پر برانگیختہ کیا اور اس کے لیے مکمل

طریقہ اور راستہ متعین فرما دیا۔ جب اس دنیا سے جانے کا وقت آیا تو آخری حج کے موقع پر لاکھوں افراد کی موجودگی میں خطبہ دیا جس کا نام خطبہِ حجۃ الوداع ہے۔ 1

(۴)۔خطبہِ حجۃ الوداع

''لوگو! شاید آئندہ سال میری تم سے ملاقات نہ ہو سکے۔ تمہارے خون اور تمہارے مال آج کے دن کی عظمت کی طرح اس مہینے میں اور اس شہر میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ آج جہالت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ زمانۂ جہالت کی دشمنیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ سب سے پہلے میں ابنِ ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ زمانہِ جاہلیت کے تمام سود ختم کر دیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں عباس ابن عبد المطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ نے انہیں تمہاری پناہ میں دیا ہے اور اپنے کلام کے ذریعے ان کی شرم گاہیں تمہارے لیے حلال کی ہیں۔ عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ سلائیں۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں تو انہیں ضرورت کے مطابق محتاط سزا دو۔ عورتوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم انہیں اچھے طریقے سے کھانا اور لباس دو۔ خبردار! تمہارا رب ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ اگر فضیلت ہے تو تقوے سے ہے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے ہے۔ لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرنا۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا، اپنے رب کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، اگر ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے۔ اے لوگو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا اور ایک دوسرے کی گردن مت مارنے لگنا۔ میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ قیامت کے دن اللہ تم سے میرے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دو گے؟ سب نے جواب دیا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے ہم تک احکام پہنچا دیے، تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور بھلائی کی انتہا کر دی۔ آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی

انگلی آسمان کی طرف اٹھائی، اسی انگلی سے لوگوں کی طرف بھی اشارہ کیا اور فرمایا اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں جو غیر حاضر 1
ہیں۔ کتنے ہی سننے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ سنی ہوئی بات آگے بتاتے ہیں تو اگلا ان سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے'' (مسلم حدیث رقم:۲۹۵۰، ابو داؤد حدیث رقم:۱۹۰۵، ابن ماجۃ حدیث رقم:۳۰۷۴، سنن الدارمی حدیث رقم:۱۸۵۶)۔

جب آپ اس خطبہ سے فارغ ہوئے تو قرآن کی آیت نازل ہوئی: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے (المائدۃ:۳)۔

اس خطبے کو غور سے پڑھیے۔ بار بار پڑھیے۔ ہم نے دنیا کی بڑی بڑی شخصیات کے کلام سے اس کا موازنہ کیا ہے۔ آج تک دنیا کا کوئی دوسرا انسان ایسا کلام نہیں کہہ سکا۔ نہ ہی کوئی ایسی تعلیم دے سکا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا عملی نمونہ پیش کر سکا ہے۔

واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ خطبہ آج کل اقوامِ متحدہ کے منشور میں شامل ہے۔

ایک غیر مسلم مفکر مائیکل ہارٹ لکھتا ہے کہ:

It is this unparalleled combination of secular and religious influence wich I feel entitles Muhammad to be considered the most influential single figure in human history.

ترجمہ:۔ دین اور دنیا کو ساتھ ساتھ لے کر چلنے کی یہ ایسی بلا مقابلہ کامیابی ہے جو میرے نزدیک محمد کو انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ کامیاب شخصیت قرار دیے جانے کا حقدار بناتی ہے۔

(The hundred page No:10)

(۵)۔ ذکر ان کا بلند رہتا ہے

ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت آج بھی ہر شخص آسانی سے ملاحظہ کر سکتا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں ہر لحظہ آپ ﷺ کا نام نامی اذانوں میں بلند ہو رہا ہے۔ انتہائی مشرقی ملک انڈونیشیا سے آذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سورج کی رفتار کے ساتھ ساتھ ایک ہی وقت کی

آذان قریہ بہ قریہ،شہر بہ شہر اور ملک بہ ملک آگے سفر کرتی ہے اور انڈونیشیا کے تمام جزائر سے گزرتی ہوئی بنگلہ دیش انڈیا پھر پاکستان پھر مسقط پھر ایران، پھر عرب شریف پھر مصر پھر ترکی پھر سپین اور پھر دیگر مغربی ممالک میں یہی آواز بلند ہوتی ہے۔ یہ تو ہم نے صرف وہ ممالک گنے جو مشرق سے لیکر مغرب تک ایک ہی سیدھ میں واقع ہیں۔ان تمام ممالک کی چوڑائی اور انکے دائیں بائیں واقع ایشیائی اور افریقی ممالک ابھی باقی ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ صرف ایک وقت کی آذان کا قصہ ہے۔جبکہ ایک وقت کی اذان مشرق سے چل کر ابھی انتہائے مغرب تک نہیں پہنچی ہوتی کہ اتنے میں دوسری آذان کا وقت ہوجاتا ہے۔دن بھر میں پانچ اذانوں کا منظر خود سمجھ لیجیے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ اے محبوب ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔آپ ﷺ کی سیرت پر اس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا شمار امکان سے باہر ہے اور یہ پوری دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔آپ ﷺ کی شان میں نعتیں،قصائد اور رباعیات ہر زبان میں لکھی گئی ہیں اور ان کی تعداد بھی دنیا میں ریکارڈ تعداد ہے۔

(٦)۔آپ کے خلفاء کی شان

آپ ﷺ کے تمام صحابہ اور اہل بیت علیہم الرضوان آپکی تعلیمات کے امین تھے۔ خصوصاً چار خلفاءِ راشدین اپنے اپنے دور کے قطب تھے اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا کامل آئینہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیشہ کپڑے کی تجارت تھا۔ جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو اپنے سابقہ معمول کے مطابق چند چادریں ہاتھ پر ڈال کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے چل پڑے۔ راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہیں۔فرمایا بازار میں چادریں بیچنے کے لیے جا رہا ہوں۔ حضرت عمر نے عرض کیا اگر آپ تجارت کرتے رہے تو خلافت کی ذمہ داری کیسے ادا ہوگی۔فرمایا پھر اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں؟انہوں نے عرض کیا خزانچی ابوعبیدہ کے پاس چلتے ہیں جنھیں نبی کریم ﷺ نے امین الامت کا لقب دیا ہے۔وہ آپ کا وظیفہ مقرر کردیں گے۔دونوں انکے پاس پہنچے۔انہوں نے درمیانے درجے کا وظیفہ مقرر کردیا۔

ایک مرتبہ آپ کی زوجہ نے آپ سے عرض کیا کہ کوئی میٹھی چیز کھانے کو جی چاہتا

ہے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اس کے لیے پیسے نہیں۔ آپ کی زوجہ نے کئی دنوں تک تھوڑا تھوڑا جمع کر کے میٹھے کی تیاری کر لی۔ آپ نے فرمایا تجربے سے معلوم ہوا کہ جتنا تم بچاتی رہی ہو[1] اتنا ہم بیت المال سے فالتو حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے وہ جمع شدہ رقم بھی بیت المال میں واپس کر دی اور آئندہ اسی مقدار کے مطابق اپنی تنخواہ بھی کم کرا دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تجارت کرتا تھا۔ اب آپ لوگوں نے مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ اب میری گزر اوقات کا کیا طریقہ ہوگا؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بیت المال میں سے اتنا لے لیا کریں۔ جو متوسط طریقے سے آپ کے گھر والوں کے لیے کافی ہو۔ حضرت عمر نے اس بات کو پسند فرمایا اور یہی مقدار طے ہوگئی۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دوسرے صحابہ علیہم الرضوان نے آپس میں بیٹھ کر حضرت عمر کی غیر موجودگی میں ان کے وظیفہ میں اضافہ کرنے پر غور کیا۔ مگر یہ حضرات، حضرت عمر کی خدمت میں عرض کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ اس کے لیے انہوں نے حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ سے بات کی جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں کہ آپ حضرت عمر کی رائے معلوم کر کے ہمیں بتائیں مگر ہمارا نام نہ لیں۔ انہوں نے حضرت عمر سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے ایسی تجویز دینے والوں کے نام معلوم ہو جائیں تو میں انہیں سخت سزا دوں۔ تم ہی بتاؤ، نبی کریم ﷺ کا سب سے اعلیٰ لباس تمہارے گھر میں کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا دو کپڑے گیروی رنگ کے جنہیں آپ ﷺ جمعہ کے دن یا کسی وفد سے ملاقات کیلیے پہنتے تھے۔ پھر فرمایا سب سے اعلیٰ کھانا کیا تھا؟ انہوں نے عرض کی جو کی روٹی۔ پھر فرمایا اچھے سے اچھا بستر کیا تھا جو تمہارے ہاں بچھاتے تھے؟ انہوں نے عرص کیا ایک موٹا کپڑا جسے آپ گرمیوں میں چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردیوں میں آدھا نیچے بچھاتے تھے اور آدھا اوپر لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا حفصہ ان لوگوں کو بتا دو کہ میں نبی کریم ﷺ کے راستے پر چلوں گا۔

جب آپ ﷺ کے خلفاء کے تقویٰ اور طہارت کا یہ عالم ہے تو آپ کی اپنی شان کا اندازہ لگائیے۔

باب پنجم:

1

پیغمبرِ اسلام ﷺ کی شان غیر مسلم مفکرین کی زبانی

فرانس میں ہمارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ خاکے چھاپنے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے۔ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہذب تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے نہایت مہذب طریقے سے فرانس، امریکہ اور برطانیہ ہی کے رہنے والے ان کے اپنے مفکرین کی زبانی اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(ا)۔فرانسیسی مفکرین کے بیانات

ا۔القس اسحاق ٹیلر فرانسیسی

۱۸۱۰ میں بوردو شہر میں پیدا ہوا اور ۱۸۹۷ میں فوت ہوا۔اپنی کتاب حقائق التاریخ میں لکھتا ہے:

یہودیت اور عیسائیت کے درمیان اسلام حدِ اعتدال ہے۔ہم پر لازم ہے کہ عیسائیت کے آداب سے زیادہ اسلامی آداب کو سمجھنے کی کوشش کریں (حقائق التاریخ صفحہ ۷۶)۔

۲۔المیسو امیل برنا مکام فرانسیسی

۱۸۵۷ میں برکادا شہر میں پیدا ہوا اور ۱۹۲۴ میں فوت ہوا۔اپنی کتاب ''الدین والحیاۃ'' میں لکھتا ہے:

محمد نے قوم کی اطاعت حاصل کی جس کی مثال دنیا کے کسی بادشاہ یا امیر یا فاتح کے ہاں نہیں ملتی۔آپ بلند اخلاق کے مالک تھے۔صاحبِ حکمت تھے، نرم دل تھے، مہربان تھے، رحمدل تھے، زبان کے سچے تھے اور امانت دار تھے۔

۳۔اِدوار مونتیہ فرانسیسی

چینف یونیورسٹی میں لغت کا استاد تھا۔۱۸۵۶ میں لیون شہر میں پیدا ہوا اور ۱۹۲۷

میں فوت ہوا۔ اپنی کتاب حاضر الاسلام ومستقبلہ میں لکھتا ہے:

محمد کریم الاخلاق تھے، بہترین معاشرت والے تھے، زبان کے میٹھے تھے، فیصلہ صحیح[1] کرتے تھے، بات کے صادق تھے۔

۴۔ الفونس دی لاء مارٹن فرانسیسی

۱۷۹۰ میں بوردو شہر میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۹ میں فوت ہوا۔ اپنی کتاب السفر الی الشرق میں لکھتا ہے:

محمد بشر سے اوپر تھے اور خدا سے نیچے تھے، عقل مانتی ہے کہ وہ رسول ہی تھے۔ ان کے معجزات اس عقیدے کو مضبوط کرتے ہیں (السفر الی الشرق صفحہ ۴۷)۔

۵۔ فادر سکندر دوباس فرانسیسی

۱۸۰۳ میں پیدا ہوا اور ۱۸۷۰ میں فوت ہوا۔ اپنی کتاب الفرسان الثلاثہ میں لکھتا ہے: محمد اپنے دینی معالم، اخلاقی بلندی اور محامد کے اعتبار سے مشرق کا معجزہ تھے۔

۶۔ المیسو سیفتر دی ساسی فرانسیسی

۱۷۵۰ میں سیلوم شہر میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۸ میں فوت ہوا۔

اپنی کتاب الحیاۃ میں لکھتا ہے:

میرے پاس تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ اسلام ایک جامع ترین مذہب ہے جس میں زندگی کے ہر پہلو پر تعلیمات موجود ہیں۔ کیوں نہ ہو جبکہ اس کے بانی محمد بن عبداللہ ہیں جو عظیم مفکر اور صاحبِ حکمت ہیں۔ ان کا دین اس قابل ہے کہ باقی رہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو اور معلوم شدہ بات ہے کہ محمد بچپن سے ہی صادق اور امین کے نام سے مشہور تھے اور صاحبِ وفا تھے اور انکساری کا پیکر تھے (الحیاۃ صفحہ ۲۶)۔

۷۔ ہیلیا ربلوک فرانسیسی

فرانس کا مشہور مورخ ہے۔ ۱۸۱۵ میں پیدا ہوا اور ۱۸۹۵ میں فوت ہوا۔ اپنی کتاب

''محمد اور قرآن'' میں لکھتا ہے:

میں کہتا ہوں کہ قرآن ایسا معجزہ ہے جسکے اثرات دور دور تک پہنچے اور جسکے نتائج عظیم نکلے، اسے ایسی قوت کیساتھ سامنے لایا گیا جسکی وضاحت ناممکن ہے (محمد اور قرآن صفحہ ۳۷)۔

۸۔علامہ سادیو لویس فرانسیسی

۱۸۰۸ میں بارلیس شہر میں پیدا ہوا اور ۱۸۷۵ میں فوت ہوا۔ اپنی کتاب تاریخ العرب میں لکھتا ہے:

محمد صرف عرب کے نبی نہیں تھے کہ انہیں محض ایک عرب کا فاتح سمجھ لیا جائے بلکہ اگر لوگ انصاف کریں تو وہ صرف عرب کے لیے ایک دین لے کر نہیں آئے تھے بلکہ ان کی تعلیمات میں وہ کمالات اور عجائبات موجود ہیں جو آپ کے دین کی عظمت کی دلیل ہیں۔ آپ کا اخلاق اور آپ کی صفات عظیم ہیں، دنیا میں مسلمانوں کے نبی محمد کی مثال نہیں ملتی اور عربوں پر لازم ہے کہ ہر سال ان کے ذکر کی محفلیں منعقد کریں اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں کو جہالت کی پستیوں سے اٹھایا اور آج وہ دنیا کی ترقی پذیر اقوام میں شامل ہیں۔

۹۔المیسو دیتہ فنان فرانسیسی

۱۸۲۳ میں پیدا ہوا اور ۱۸۷۹ میں فوت ہوا۔ اپنی کتاب ''اشعۃ خاصۃ بنور الاسلام'' میں لکھتا ہے:

قرآن جسے لے کر محمد آئے تھے وہ دوسری تمام مقدس کتابوں سے بالاتر ہے۔ یہ ایسی منفرد کتاب ہے جو نرمی اور احسان کا حکم دیتی ہے (اشعۃ خاصۃ بنور الاسلام صفحہ ۲۹)۔

۱۰۔البجاشہ کاوادوفو فرانسیسی

۱۸۷۲ میں پیدا ہوا اور ۱۹۳۳ میں ماریانا شہر میں فوت ہوا۔ اپنی کتاب ''العرب'' کے مقدمے میں لکھتا ہے:

محمد اپنی امت کے ہمراہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند تھے اور سب سے زیادہ اچھی رائے کے مالک تھے، ہمیشہ مسکراتے تھے، زیادہ تر خاموش رہتے تھے، نرم خو تھے، خوش اخلاق تھے، اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے تھے، فضولیات سے بچتے تھے، حق کے معاملے میں ان کے نزدیک اپنا اور پرایا برابر تھے، قوی اور کمزور برابر تھے، آپ مسکینوں سے محبت کرتے تھے اور کسی غریب کو اس کی غربت کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے اور کسی بادشاہ سے اس کی بادشاہی کی وجہ سے نہیں ڈرتے تھے، اپنے اصحاب سے محبت کرتے تھے اور انہیں متنفر نہیں کرتے تھے، اپنے پاس بیٹھنے والوں اور روکنے والوں کو برداشت کرتے تھے، جس سے ہاتھ ملاتے اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑے، زمین پر بیٹھتے تھے، اپنے جوتے خود مرمت کرتے تھے اور اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے (مقدمہ ''العرب'')۔

(۲)۔امریکی مفکرین کے بیانات

ا۔ڈاکٹر لیتھنز امریکی

مجلہ ''المقتطف''، المجلد ۱۵ الجزء ۴ میں اس کا مضمون شائع ہوا۔اس میں لکھتا ہے:

ایک مرتبہ محمد نے ایک نابینا صحابی سے منہ موڑ کر ایک غیر مسلم آدمی کو دین کی تبلیغ جاری رکھی۔تو اللہ تعالیٰ نے اس بات پر (پیار بھرا) عتاب فرمایا اور یہ بات قرآن میں نشر کر دی گئی۔ اب اگر محمد ایک صاف گو ہستی نہ ہوتے تو یہ واقعہ قرآن سے نکال دیا گیا ہوتا یا کم از کم بعد والے ہی اسے نکال دیتے۔

۲۔ہارون مارکوس امریکی

۱۸۱۲ میں پیدا ہوا اور ۱۸۸۷ میں فوت ہوا۔فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی تھی۔اپنی کتاب ''حیاۃ محمد نبی المسلمین'' میں لکھتا ہے کہ: محمد صحیح معنی میں لیڈر اور اصلاحی راہنما تھے۔

۳۔مورخ کبیر مسٹر اورنیج امریکی

اپنی کتاب ''الحیاۃ والاسلام'' میں لکھتا ہے:

یہ نبی وسیع اخلاق کے مالک تھے اور عظیم مفکر تھے۔ نہایت بلند رائے کے مالک تھے، آپ کی مختصر سی حدیث بھی بڑی خوبصورت ہوتی ہے اور اس کا مفہوم بہت وسیع ہوتا ہے پس وہ مقدس ہیں کریم ہیں۔ [1]

۴۔ مسٹر ستنلی لبن بول امریکی

۱۸۸۰ میں شہر لاکا سا میں پیدا ہوا۔ اپنی کتاب ''اقوالِ محمد'' میں لکھتا ہے: محمد نہایت مہربان اور شفیق تھے۔ مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ غریبوں سے ملاقات کرتے تھے، غلاموں کی دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ اپنے کپڑے خود اپنے ہاتھوں سے سی لیتے تھے۔ بلاشبہ وہ ایک مقدس نبی ہیں۔ ایک یتیم کے طور پر ابھرے اور فاتح کے طور پر چھا گئے۔

۵۔ ڈاکٹر بیرودج امریکی

لبنان میں جامعہ امریکیہ کا وائس چانسلر تھا۔ اس جامعہ کے نوجوانوں نے ۱۹۲۳ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر محفل منعقد کی۔ ڈاکٹر مذکور نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

آج آپ لوگ ایک عظیم مصلح کے میلاد کی محفل میں جمع ہوئے ہو۔ خبردار! ان کا نام محمد ہے۔ کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ محمد کے لائے ہوئے روحانی اصلاح کے پیغام سے مستفید ہوسکو اور جہالت اور اضطراب کو ختم کرنے کے لیے نکلو؟

(۳)۔ برطانوی مفکرین کے بیانات

۱۔ جان اروکس برطانوی

اپنی کتاب عظماء التاریخ میں لکھتا ہے:

ہمارے علم میں نہیں آیا کہ محمد نے اپنی ساری زندگی کبھی کوئی غلط کام کیا ہو، اسی وجہ سے ہم انہیں ایک عظیم ہستی سمجھتے ہیں (عظماء التاریخ صفحہ ۸۳)۔

۲۔ الیجانہ سٹین لے جیفونس برطانوی

۱۸۴۱ میں کانالی شہر میں پیدا ہوا اور ۱۹۰۴ میں فوت ہوا۔ اپنی کتاب الدیانات

والعصور میں لکھتا ہے:

محمد کی نبوت زندگی کے ہر شعبے کی اصلاح کیلئے تھی، اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محمد [1] کی دعوت نے دنیا کے ارکان میں زلزلہ برپا کر کے رکھ دیا (الدیانات والعصور صفحہ ۵۱)۔

۳۔ علامہ ہیلیار بلاون برطانوی

۱۸۴۷ میں شہر کوار یر میں پیدا ہوا۔ اپنی کتاب فکرۃ الحیاۃ میں لکھتا ہے:

میں کہتا ہوں کہ محمد کے کمالات جیسا معجزہ اپنے محسوسات اور اثرات کے لحاظ سے اور عظیم نتائج کے اعتبار سے ایسی زبردست چیز ہے جسے ایسی قوت کے ساتھ میدان میں اتارا گیا، جس کی تفسیر ناممکن ہے (فکرۃ الحیاۃ صفحہ ۶۴)۔

۴۔ السیر تشارلز ارمان برطانوی

۱۸۸۶ میں پیدا ہوا اور ۱۹۴۰ میں فوت ہوا۔ اسلام کے موضوع پر اپنی چھوٹی سی کتاب میں لکھتا ہے: محمد کی شخصیت نہایت گہری اور انقلابی ہے، عام صلاحیت والے لوگوں سے بہت بلند و بالا ہے، عرب کے شہروں میں آپ سے پہلے اور آپ کے بعد پوری تاریخِ عالم پر اثر انداز ہونے والی کوئی ایسی شخصیت نہیں گزری۔

۵۔ بوسورت سمث برطانوی

۱۸۱۵ میں شہر نیوکاسل میں پیدا ہوا اور ۱۸۹۲ میں فوت ہوا۔ بہت بڑا مفکر اور کیمیا دان تھا۔ اپنی کتاب ''الادب فی آسیا'' کے مقدمے میں لکھتا ہے:

محمد کا دائمی معجزہ قرآن ہے جس کے معجزہ ہونے کا انہوں نے دعویٰ کیا، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ قرآن واقعی ایک معجزہ ہے (الادب فی آسیا مقدمہ)۔

(فرانسیسی، امریکی اور برطانوی مفکرین کے تمام حالات کتاب وامحمداہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۳ سے ۳۷۵ پر موجود ہیں۔ مصنف ڈاکٹر سید بن حسین العفانی ناشر دار العفانی قاہرہ مصر)۔

(۴)۔ختم نبوت اور آپ کا پیغام

1

عالم گیری مشن کا داعی ہونے کی وجہ سے ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہر موضوع پر لوگوں کو تعلیمی راہنمائی دی ہے۔ ہر کام خود کر کے دکھایا ہے اور دین کو مکمل کر دیا گیا ہے۔

اگر کوئی نیا مسئلہ سامنے آجائے جس کا حل قرآن وسنت میں موجود نہ ہو تو اسے حل کرنے کے لیے علماء کو اجتہاد کا حکم دیا گیا ہے اور تبلیغ دین کی ذمہ داری امت کو سونپ دی گئی ہے۔

آپ کے رسول بن کر تشریف لاتے ہی کاغذ ایجاد ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ڈاک سسٹم بھی جاری ہو گیا تھا۔ آج پوری دنیا پریس اور میڈیا کے ذریعے آپس میں مربوط ہو چکی ہے۔ ایک ہی نبی کا پیغام دنیا کے کسی بھی کونے تک پہنچانا بالکل آسان ہو چکا ہے۔ یہ باتیں آپ ﷺ کی عالم گیر نبوت کے ساتھ گہری مناسبت رکھتی ہیں۔ گویا عالم گیر نبوت کو عالمی سطح تک عام کرنے کے لیے آج کا میڈیا ایک خدائی بندوبست ہے۔

ان تمام انتظامات کے ہوتے ہوئے اب کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لہٰذا آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (ترمذی حدیث رقم: ۲۲۱۹، بخاری حدیث رقم: ۳۶۰۹، مسلم حدیث رقم: ۷۳۴۲)۔

غور فرمایئے جس ہستی کے پاس ہر موضوع پر وسیع ترین علم موجود ہو۔ عظیم ترین حکومتی اختیارات موجود ہوں، دلوں پر حکومت ایسی ہو کہ لوگ اسکے بالوں اور ناخوں کو بھی تبرک سمجھ کر سنبھال لیتے ہوں۔ اسکے ایک ایک شاگرد کی مثال دنیا کے بادشاہوں میں بھی نہ ملتی ہو۔ ایسی ہستی اگر اپنے آپکو سجدہ کرواتی اور خدائی دعویٰ کرتی تو اس وسیع دنیا میں یہ سب کچھ بڑے آرام سے چل سکتا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے ہمیشہ عاجزی اختیار کی۔ خود کو اللہ کا بندہ کہا۔ اپنے ہر کمال کو اللہ کی عطا قرار دیا، ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے۔ لوگوں تک پیغام پہنچایا تو یہی پہنچایا کہ اللہ کے سواء کوئی عبادت کا حقدار نہیں اور محمد خدا بھی نہیں اور خدا کے بیٹے بھی نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے سابقہ گناہوں کی بخشش ہونی چاہیے! آپ ﷺ نے فرمایا: اَمَا عَلِمْتَ یَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ یعنی اے عمرو جب کوئی شخص مسلمان ہو جائے تو اس کے اگلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (مسلم حدیث رقم: ۳۲۱)۔ 1

الحاصل: (۱)۔محمد کا نام ہی ہمارے آقا ﷺ کی عظمت اور بالاتری کا ثبوت ہے۔(۲)۔اسلام کا نام ہی اس کی صداقت اور فوقیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔(۳)۔قرآن کا نام ہی اس کتاب کے بے مثل ہونے کی دلیل ہے۔(۴)۔اسلام کے مرکز مکہ کا نام ہی اسکے سچا، ہمہ گیر اور آخری پیغام ہونے کا ثبوت ہے۔ دنیا کے کسی دوسرے مذہب کو یہ چاروں عظمتیں تو کیا ان میں سے صرف ایک عظمت بھی میسر نہیں۔(۵)۔بے شمار غیر مسلم مفکرین ہمارے نبی کریم ﷺ کی عظمت کو تسلیم کر رہے ہیں۔اس عظیم ترین مذہب کے وسیع ترین اور مہربان دروازے سب کے لیے کھلے ہیں۔

Welcome to Islam.

اپنے ماضی کے گناہوں کی وجہ سے مایوس نہ ہوں، نبی کریم ﷺ کی رحمت آپکو اپنی باہوں میں لینے کیلئے بے تاب ہے، پڑھیے!

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں۔

La ilaha illallah Muhammad ur rasulullah

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمْ

★...★...★